عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۹ | یکم تا ۷ ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۸ تا ۱۵ / نومبر ۲۰۱۰ء | شمارہ: ۴۳

عقیدہ و عمل میں تضاد کے برے اثرات

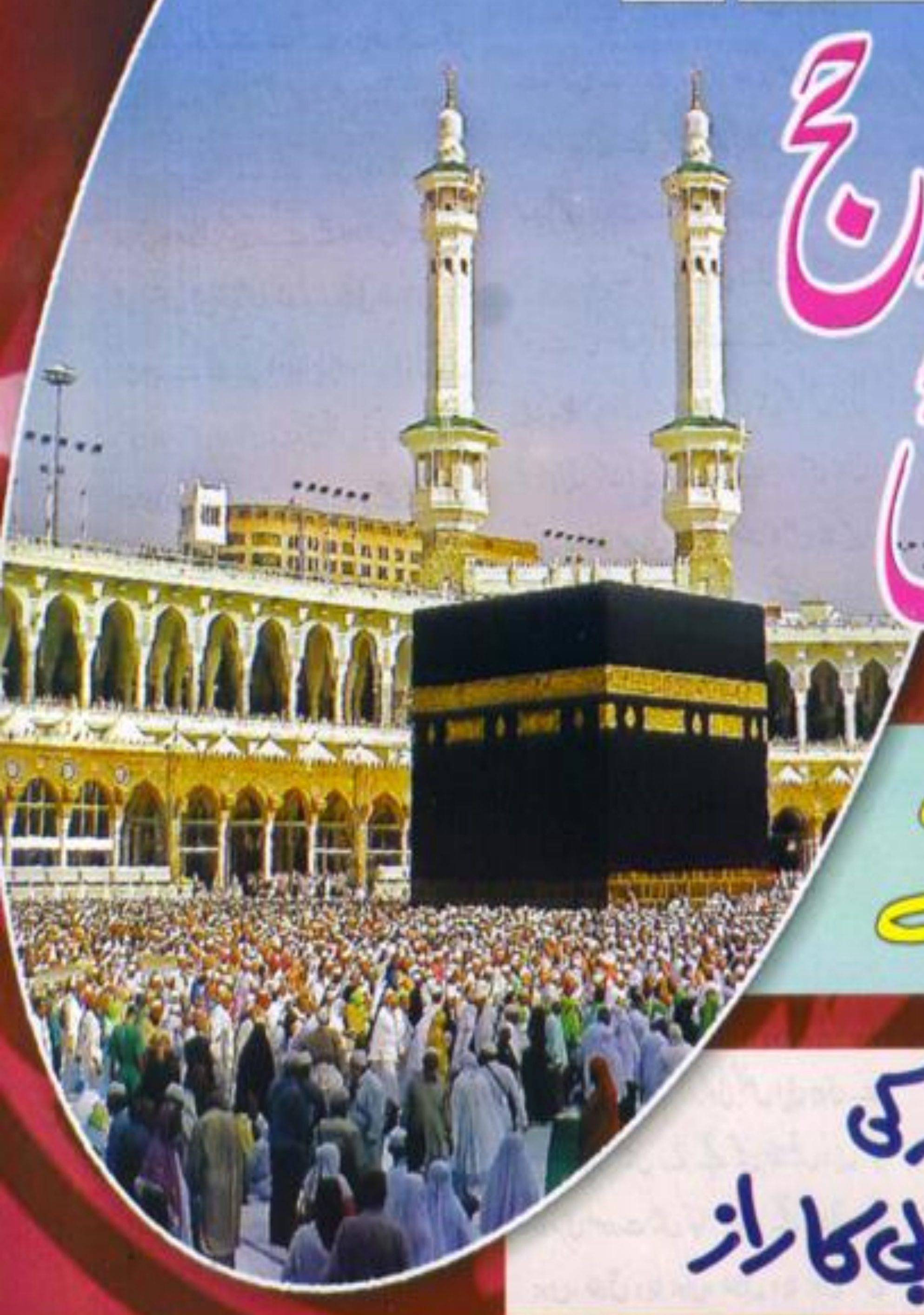

مناسکِ حج کی ادائیگی

قادیانیوں کی اسلام دشمنیاں

اُمتِ مُسلمہ کی فلاح و کامیابی کا راز

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

زبردستی طلاق نامہ پر دستخط

محبوب خان، کراچی

س:...... میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری بیوی کے ساتھ کچھ عرصے سے گھریلو ناچاقی چل رہی تھی، کئی مرتبہ شدید تلخ کلامی بھی ہوئی، دوسری طرف میرے سالے مجھے مسلسل دباؤ میں رکھ کر طلاق کا مطالبہ بھی کر رہے تھے اور اس سلسلے میں مجھ پر تشدد بھی کیا گیا، شدید پریشانی اور ذہنی دباؤ کی وجہ سے مجھے دل کا دورا پڑا اور دل کا بائی پاس بھی ہوا، اس دوران زبردستی تقریباً چار سے پانچ افراد (جو کہ میری بیوی کے رشتہ دار تھے) نے مجھ پر بلاک سے حملہ کیا اور میرے بیٹے پر مارا جس سے میں زخمی بھی ہوا اور پھر بعد میں مجھے زدوکوب کیا گیا اور زبردستی دستخط کے لئے دباؤ ڈالا گیا۔

ان حالات میں بیوی کے خاندان والوں نے مجھ سے زبردستی طلاق نامے پر دستخط کروائے، مگر چونکہ میری نیت طلاق دینے کی نہیں تھی، اس لئے میں نے طلاق نامہ پر جعلی دستخط کر دیئے۔ طلاق نامہ پر دستخط کروانے کے بعد آج کل میری بیوی اپنے بھائیوں کے ساتھ رہ رہی ہے۔ طلاق نامہ ان ہی لوگوں کے پاس ہے۔

جناب میں یہ چاہتا ہوں کہ قرآن وسنت کی روشنی میں مجھے یہ بتایا جائے کہ طلاق واقع ہوگئی تھی یا نہیں؟ جبکہ میں نے اپنے منہ سے کچھ نہیں کہا اور طلاق نامہ پر زبردستی دستخط کروائے گئے جو کہ میں نے خودنیت سے جعلی کئے ہیں، جبکہ ہمارے دو بچے بھی ہیں اور میری بیوی بھی طلاق سے ناخوش ہے اور میرے ساتھ پُرسکون زندگی گزارنا چاہتی ہے، بچوں کے گزارے کے لئے خرچہ بھی باقاعدگی سے بھیجتا رہتا ہوں۔

میرے مسلسل کہنے پر بیوی کے رشتہ دار مجھ سے اس مسئلہ پر فتویٰ مانگ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ طلاق ہوگئی ہے اور اگر فتویٰ میں گنجائش ہوئی تو ہم اپنی بہن کو تیرے ساتھ بھیجنے پر راضی ہوں گے۔ برائے مہربانی میرے مسئلہ کا حل بتائیں تاکہ ہم دوبارہ خوشگوار زندگی کا آغاز کرسکیں۔

ج:...... اگر بیوی کے گھر والوں نے قتل کی دھمکی دے کر زبردستی طلاق نامہ پر دستخط کروائے اور آپ نے زبان سے الفاظ ادا نہیں کئے تو طلاق نہیں ہوئی۔

تین طلاق ہوگئیں

محمد حنیف خان، کراچی

س:...... اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے: ''میں نے تجھے تین طلاقیں دیں'' یا دوسری صورت میں کہا: ''میں تجھے طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں'' ان دونوں صورتوں میں کیا بغیر حلالہ کے رجوع کی گنجائش ہے؟

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

ج:...... ان دونوں صورت میں اس شخص کی بیوی پر تین طلاق مغلظ واقع ہوگئیں بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔

س:...... اگر چار رکعت کی نماز میں بھول گیا کہ تین پڑھیں یا چار رکعت پڑھیں تو کیا کرنا چاہئے؟

ج:...... غالب گمان پر عمل کرتے ہوئے عمل کرے۔

دھوتی میں نماز

آصف غوری، کراچی

س:...... میرے نانا دھوتی (لنگی) پہن کر نماز ادا کرتے ہیں۔ کیا دھوتی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

ج:...... جی ہاں جائز ہی نہیں بلکہ سنت ہے۔

اسریٰ نام رکھنا

سدرہ عالم، کراچی

س: اسریٰ کے کیا معنی ہیں، یہ نام رکھ سکتے ہیں؟

ج: سیر کرانے کے معنی میں ہے، یہ نام نہ رکھا جائے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد: ۲۹ یکم تا ۷ ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۸ تا ۱۵ نومبر ۲۰۱۰ء شمارہ: ۴۲

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

حج... عالمی اتحاد و یگانگت کا مظہر	۵	اداریہ
مناسک حج کی ادائیگی	۷	مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ
امت مسلمہ کی فلاح و کامیابی کا راز	۱۱	پروفیسر سید وسیم الدین
عقیدہ و عمل میں تضاد کے بُرے اثرات	۱۵	ڈاکٹر عطیہ خلیل عرب
قرآن کے شفائی اثرات	۱۸	مولانا سید محمد احسن بہاریؒ
قادیانیوں کی اسلام دشمنیاں	۲۱	شیخ الحدیث مولانا انوار الحق
قادیانی اقلیت پر خصوصی ''شفقت''	۲۴	مولانا شعیب فردوس

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

صحابہ کرامؓ کے زُہد کا بیان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

مؤمن اور فاجر کی مثال

"حارث بن سوید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دو حدیثیں بیان فرمائیں، ایک اپنی طرف سے، اور دُوسری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: مؤمن اپنے گناہوں کو ایسا دیکھتا ہے گویا وہ پہاڑ کے دامن میں کھڑا ہے اور اسے اندیشہ ہے کہ وہ اس پر گر پڑے گا۔ اور فاجر اور بدکار آدمی اپنے گناہوں کو ایسا سمجھتا ہے کہ گویا اس کی ناک پر مکھی بیٹھ گئی تھی، اور اس نے ہاتھ کا اشارہ کیا تو اُڑ گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو کسی ہولناک لق ودق صحرا میں سفر کر رہا تھا، اس کے پاس سواری تھی جس پر اس کا توشہ، کھانا، پانی اور دیگر ضروریات لدی ہوئی تھیں، وہ سواری جنگل میں گم ہوگئی، وہ اس کی تلاش میں مارا مارا پھرتا رہا، یہاں تک کہ موت اس کی آنکھوں کے سامنے آگئی، اس نے سوچا کہ جہاں میں نے سواری گم کی تھی اسی جگہ لوٹ جاؤں اور وہیں جاکر مروں، چنانچہ وہ اسی جگہ لوٹ آیا، وہاں آکر (لیٹ گیا اور) ذرا اس کی آنکھ لگ گئی، آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے سر کے پاس موجود ہے، اور اس کا کھانا، پانی اور ساری ضروریات بھی موجود ہیں۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد میں گناہ صادر ہونے کے بعد مؤمن اور فاجر کی قلبی کیفیت کو ذکر کیا گیا ہے کہ مؤمن تو اپنے گناہ سے ایسا ڈرتا ہے گویا اس پر پہاڑ گر پڑے گا، اس لئے فوراً توبہ واستغفار کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور اشکِ ندامت سے اس گناہ کی سیاہی دھونے کا اہتمام کرتا ہے۔ برعکس اس کے فاجر اور بدکار آدمی اپنے گناہ کو معمولی چیز سمجھتا ہے، گویا ناک پر مکھی بیٹھی تھی جسے ہاتھ کے معمولی اشارے سے اُڑا دیا۔ بسااوقات جب آدمی مشغول ہوتا ہے تو اسے مکھی کے بیٹھنے اور ہاتھ سے اُڑانے کا دھیان بھی نہیں ہوتا، اسی طرح فاجر آدمی کو اپنے گناہوں کی طرف التفات نہیں ہوتا، اور نہ ان کے تدارک کی فکر لاحق ہوتی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، شیخ ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ: مؤمن کے اپنے گناہوں سے خوف کا سبب یہ ہے کہ مؤمن کا قلب نورانی ہوتا ہے، جب اپنے نفس سے کسی ایسی چیز کو دیکھتا ہے جو اس کی نورانیتِ قلب کے خلاف ہو تو اسے وہ بہت سنگین بات معلوم ہوتی ہے۔ اور ہلاکت کے اسباب تو بہت ہوسکتے ہیں مگر ان میں سے پہاڑ گرنے کی تمثیل اس لئے بیان فرمائی کہ دُوسرے مہلکات سے بچنے کی تو کوئی صورت نکل سکتی ہے، مگر کوئی پہاڑ گر پڑے تو اس سے نجات عادۃً ممکن نہیں۔ حاصل یہ کہ ایمان ویقین کی قوت کی وجہ سے مؤمن پر خوف غالب ہوتا ہے، اس لئے وہ گناہوں کی سزا سے بے خوف نہیں ہوتا، اور یہی مسلمان کی شان ہے کہ وہ ہمیشہ ڈرتا رہے، اپنے نفس کا مراقبہ کرتا رہے، اپنے نیک عمل کو چھوٹا اور معمولی سمجھے اور چھوٹے سے چھوٹے بُرے عمل سے بھی ڈرتا رہے۔

اور فاجر کی بے خوفی کا سبب یہ ہے کہ فاجر کا قلب تاریک ہوتا ہے، اس لئے گناہوں کا سرزد ہونا اس کے نزدیک معمولی بات ہے، یہی وجہ ہے کہ جو شخص معاصی کا ارتکاب کرتا ہے جب اس کو وعظ و نصیحت کی جائے تو کہتا ہے کہ: "یہ تو معمولی بات ہے!" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی مؤمن کا اپنے گناہوں سے کم ڈرنا اور گناہوں کو ہلکی پھلکی چیز سمجھنا اس کے فجور کی دلیل ہے۔

محب طبری فرماتے ہیں کہ: مؤمن کی یہ کیفیت اس لئے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اور اس کی سزا سے شدید خوف رکھتا ہے، کیونکہ اسے اپنے گناہ کا تو یقین ہے، اور یہ یقین نہیں کہ گناہ معاف کیا جاچکا ہے یا نہیں؟ اور مغفرت ہوگی یا نہیں؟ اور فاجر آدمی اللہ تعالیٰ کی معرفت کم رکھتا ہے، اس لئے اسے خوف بھی کم ہوتا ہے، اور معصیت کو بھی معمولی چیز سمجھتا ہے۔ (فتح الباری، کتاب الدعوات، باب التوبہ)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حدیث بیان فرمائی ہے، اس میں بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ کی خوشی کو ایک تمثیل کے انداز میں بیان فرمایا ہے، ایک ایسا شخص جو موت کے منہ میں جاچکا تھا، اور زندگی سے یکسر مایوس ہوچکا تھا، یکایک اس کی سواری اور کھانے پینے کا سامان مل جانے سے اسے گویا نئی زندگی نصیب ہوگئی، ایسی حالت میں اس کی فرحت ومسرّت کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟ بندہ گناہ کا ارتکاب کرکے شیطان درندے کے چنگل میں پھنس جاتا ہے، جو اس کو ابدی موت کے گھاٹ اُتارنا چاہتا ہے، توبہ کرنے کے بعد اسے شیطان کے چنگل سے رہائی مل جاتی ہے اور وہ رحمتِ الٰہی کے سائے میں آجاتا ہے۔ اس لئے حق تعالیٰ شانہٗ کو بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی بڑھ کر خوشی ہوتی ہے جو زندگی سے یکسر مایوس ہوجانے کے بعد دوبارہ زندگی سے ہم کنار ہوا۔

صحیح مسلم (ج:۲ ص:۳۵۵) میں بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ یہی تمثیل بیان فرمائی گئی ہے، اور اس کے آخر میں ہے کہ: جب اس شخص نے اُٹھ کر اپنی سواری دیکھی تو شدتِ مسرّت سے کہنے لگا:

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّکَ!"

ترجمہ:... "اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَخْطَأَ مِنْ شِدَّۃِ الْفَرَحِ"

ترجمہ:... "مسرّت کی وجہ سے بے چارہ چوک گیا۔"

حج... عالمی اتحاد و یگانگت کا مظہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

حج، اسلام کا پانچواں رکن اور اہم عبادت ہے، جو مسلمان بیت اللہ شریف تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو اس پر فرض ہے۔ حج بیت اللہ مالی اور جسمانی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ مسلمانانِ عالم کے اتحاد و یگانگت کا مظہر ہے۔ ہر سال دنیا بھر سے لاکھوں فرزندانِ توحید تجلیاتِ الٰہیہ کے مرکز بیت اللہ شریف سے ظاہری اور باطنی سعادتوں کے حصول اور مناسک حج کی ادائیگی کے لئے دیوانہ وار حاضر ہوتے ہیں اور خداوند قدوس کی رضا و خوشنودی طلب کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر میں مقناطیسی کشش رکھی ہے جو اہلِ ایمان کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ لہٰذا شاہ و گدا، چھوٹے، بڑے، مرد و خواتین، گورے، کالے، عربی، عجمی، ہر رنگ و نسل کے مسلمان، دور دراز ممالک اور علاقوں سے ہر قسم کے مصائب و مشکلات برداشت کرتے ہوئے اللہ جل شانہ کے عشق و محبت سے سرشار جوق در جوق چلے آتے ہیں۔ جس محروم القسمت مسلمان کے دل میں یہ جذبہ موجزن نہیں، اللہ کے گھر اور حرمین شریفین جانے کی تڑپ اور تمنا نہیں، وہ کامل مسلمان نہیں۔ چنانچہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

ترجمہ: ''جس شخص کو حج کرنے سے نہ فقر و فاقہ مانع تھا، نہ ظالم حاکم مانع تھا، نہ کوئی روکنے والی بیماری مانع تھی، اس کے باوجود وہ حج کئے بغیر مر گیا تو (اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں) چاہے وہ یہودی ہو کر مرے، چاہے نصرانی ہو کر مرے۔''

(مشکوٰۃ، ص:۲۲۲)

آئین پاکستان کی رو سے قادیانی غیر مسلم ہیں اور کوئی غیر مسلم حرمین شریفین کے مقدس مقامات پر اپنے ناپاک قدم نہیں رکھ سکتا۔ پاکستانی پارلیمنٹ نے ہی نہیں بلکہ رابطہ عالم اسلامی نے بھی اپریل ۱۹۷۴ء میں ایک قرارداد کے ذریعہ قادیانیوں کو کافر قرار دیتے ہوئے ان سے مکمل بائیکاٹ کا عندیہ دیا۔ چنانچہ مکہ مکرمہ میں ایک بڑے اجتماع جس میں اسلامی ممالک اور ۱۴۴ مسلم آبادیوں کی تنظیموں کے نمائندے شامل تھے ایک قرارداد منظور کی گئی جس کی تیسری شق یہ ہے:

''مرزائیوں (دونوں گروپ) سے مکمل عدم تعاون، اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی ہر میدان میں مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور ان کے کفر کے پیش نظر ان سے شادی بیاہ کرنے سے اجتناب کیا جائے اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن

نہ کیا جائے۔“

شنید ہے کہ بعض قادیانی دھوکا وفریب سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے مقدس مقامات تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس قرارداد کی روشنی میں تمام اسلامی ممالک کے حکمرانوں اور ذمہ داران کا فرض ہے کہ جس طرح حکمت الٰہیہ نے غلام احمد قادیانی کو تمام عمر حج کی سعادت سے محروم رکھا اسی طرح اس کذاب ودجال کے پیروکاروں، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں اور کفر کو اسلام کا لبادہ پہنا کر دھوکا دینے والوں کو بھی مقدس مقامات کی پامالی سے روکا جائے۔ اسلامی غیرت اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کا تقاضا ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان مرزا قادیانی کی ذریت سے بائیکاٹ کریں، ان کے ساتھ میل جول، اٹھنا، بیٹھنا، خرید وفروخت، ان کی دعوت میں شریک ہونا یا ان کو دعوت میں مدعو کرنا بند کردیں۔ ان کے جنازے اور کفن دفن میں شریک نہ ہوں اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام عازمین حج کے سفر حج کو اپنی رحمت کاملہ سے قبول فرمائے، حج کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے اور امت محمدیہ پر رحم وکرم کا معاملہ فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

رئیس جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا، مخدوم العلماءٗ، محدث دوراں، ولی کامل حکیم العصر

شیخ الحدیث حضرت مولانا **عبدالمجید لدھیانوی** دامت برکاتہم کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ

اور رئیس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، استاذ المحدثین

حضرت مولانا **عبدالرزاق اسکندر** دامت برکاتہم کو نائب امیر مرکزیہ

ولی ابن ولی، حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ **عزیز احمد** مدظلہ کو نائب امیر مرکزیہ

منتخب ہونے پر مجلس کے مرکزی راہنما، تمام مبلغین اور کارکنانِ ختم نبوت دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں

اور اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ انشاء اللہ اکابرین کے نقشِ قدم پر کاربند رہ کر پورے عالم میں

قادیانیت کا تعاقب جاری رکھیں گے تاوقتیکہ یہ فتنہ دنیا سے نیست ونابود ہوجائے۔

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

مناسکِ حج کی ادائیگی

۸/ذی الحجہ سے ۱۲/ذی الحجہ تک پانچ دن حج کے ایام ہیں' اس میں تمام ارکان حج کی ادائیگی ہوگی۔ عبادت حج کا خلاصہ یہ پانچ دن ہیں اور ان میں سے ۹/ذی الحجہ سب سے اہم ہے۔ اگر یہ دن ضائع ہوگا تو حج ضائع ہوجائے گا۔ اس کا کوئی بدل نہیں اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: ''حج عرفہ کا نام ہے۔''

مناسک حج کی ادائیگی کے لئے ۸/ذی الحجہ کی صبح تمام عازمین حج غسل وغیرہ کرکے مرد حضرات احرام کی دو چادریں اور خواتین احرام کا لباس پہن کر دو رکعت نماز ادا کرکے خوب دعا کرکے نیت ان الفاظ کے ساتھ کریں:

اے اللہ! میں حج کی نیت کرتا/کرتی ہوں' اس کو آسان فرما اور قبول فرما اس کے بعد تین مرتبہ ان الفاظ میں تلبیہ پڑھیں گے:

''لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک' لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک۔''

اب آپ پر احرام کی تمام پابندیاں شروع ہوگئیں' اس لئے خوب احتیاط کریں۔ احرام باندھ کر بسوں کے ذریعے یا پیدل منیٰ کی طرف روانہ ہوجائیں۔ منیٰ مکہ مکرمہ سے پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔ عام طور پر معلمین ۷/ذی الحجہ کی رات سے منیٰ لے جانا شروع کردیتے ہیں' ایسی صورت میں آپ ۷/ذی الحجہ کو بھی احرام باندھ سکتے ہیں۔ سنت یہ ہے کہ ۸/ذی الحجہ کو اشراق کے وقت روانہ ہوکر ظہر کی نماز سے پہلے منیٰ پہنچ جائیں۔ منیٰ میں عازمین حج کے لئے خیمے نصب کئے گئے ہیں۔

منیٰ میں مرحلہ وار پانچ دن قیام کرنا مسنون ہے' پہلے مرحلے میں ۸/ذی الحجہ کی ظہر' عصر' مغرب عشاء اور ۹/ذی الحجہ کی فجر منیٰ میں ادا کرنی ہے۔ مسجد خیف میں یہ نمازیں پڑھنا مستحب اور افضل ہے۔ البتہ اپنا خیمہ اور گم ہوجانے کے خطرہ کے پیش نظر خیموں میں ہی نماز باجماعت اہتمام کے ساتھ ادا کی جائے۔ قیام منیٰ کے دوران تلبیہ اور حمد شریف کثرت سے پڑھیں اور زیادہ وقت دعا میں گزاریں' بات چیت اور لایعنی کاموں سے بچتے رہیں۔

۹/ذی الحجہ کو فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اب عرفات کی طرف روانہ ہونا ہے۔ کوشش کریں کہ زوال سے پہلے پہلے عرفات کے میدان اور اپنے خیموں میں پہنچ جائیں، پیدل اگر جاسکیں تو بہت اچھا ہے۔ معلمین کی طرف سے بسوں کا انتظام ہوتا ہے۔ بعض دفعہ معلمین رات ہی سے لے جانا شروع کردیتے ہیں۔ اس وقت بھی جایا جاسکتا ہے' مگر مسنون یہی ہے کہ فجر کے بعد روانہ ہو۔ عرفات جاتے ہوئے خوب زور زور سے تلبیہ پڑھیں' عرفات پہنچ کر اگر پانی دستیاب ہو اور وقت بھی ہو تو زوال سے پہلے اپنے اوپر پانی بہالے۔ جسم کو ملے نہیں اور نہ ہی صابن لگائیں' اپنی تمام ضروریات سے زوال سے پہلے پہلے فارغ ہوجائیں تاکہ ظہر سے لے کر مغرب تک مختصر وقت جو کہ سب سے قیمتی وقت ہے اس میں آپ دوسرے کاموں میں مشغول نہ ہوجائیں۔

عرفات میں اگر امام حج کے ساتھ مسجد نمرہ میں نماز کی ادائیگی ہو تو ظہر اور عصر ایک ساتھ ادا کی جاتی ہیں لیکن خیموں میں اگر نماز ادا کررہے ہیں تو ظہر اپنے وقت میں اور عصر اپنے وقت میں ادا کی جائے۔ عرفات کے میدان میں دعا اور وقوف عرفہ کے لئے جبل رحمت سب سے افضل جگہ ہے لیکن پورے عرفات میں بھی دعائیں کی جاسکتی ہیں' بعض دفعہ مسجد نمرہ آنے جانے اور جبل رحمت کو ڈھونڈنے کے سلسلے میں ہی وقت ضائع ہوجاتا ہے' اس لئے بہتر یہ ہے کہ خیموں میں ہی اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے انتظام کریں۔

زوال ختم ہوتے ہی ظہر کا وقت داخل ہونے پر وقوف عرفہ کا وقت شروع ہوگیا۔ یہ وقت مغرب تک ہے یہ بہت قیمتی وقت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کے مطابق اس دن اللہ تعالیٰ اتنے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں کہ شیطان اس رحمت اور بخشش کی کثرت دیکھ کر اپنے سر پر مٹی ڈالتا ہے اور منہ پیٹتا ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ صرف حاجیوں کی ہی مغفرت نہیں فرماتے بلکہ حاجی جس کی مغفرت کی دعا کرتا ہے' اس کی بھی مغفرت

فرماتے ہیں۔ فرشتوں کو گواہ بنا کر اللہ تعالیٰ اعلان فرماتے ہیں کہ میں نے تمام عرفات والوں کو جنت عطا فرمادی اور جہنم سے نجات دے دی۔ اس دن سب دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام دن امت کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ ظہر سے مغرب تک کا یہ وقت بہت زیادہ قیمتی اور حج کا نچوڑ ہے۔ اس میں افضل اور بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہوکر خوب دعائیں کریں کیونکہ یہ دعا کا ہی دن ہے لیکن مسلسل چند گھنٹے دعا میں مشغول رہنا اور توجہ الی اللہ اور یکسوئی بہت مشکل ہے اس لئے کچھ دیر دعا کریں' پھر استغفار اور درود شریف اور دیگر وظائف کا ورد کریں' پھر دعا میں مشغول ہوجائیں۔ صلوٰۃ التسبیح ادا کریں' نوافل پڑھیں' اور دل میں تلبیہ بھی پڑھتے رہیں۔

ایک روایت کے مطابق عرفات کے میدان میں سو مرتبہ چوتھا کلمہ' سو مرتبہ سورۂ اخلاص' سو مرتبہ نماز میں پڑھا جانے والا درود ابراہیمی پڑھے تو اللہ فرماتے ہیں: اے میرے فرشتو! اس بندہ کی کیا جزا ہے جس نے میری تسبیح و تہلیل کی' اور بڑائی اور عظمت بیان کی' میری تعریف کی اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا' میں نے اس کی بخشش کی۔ اس اپنی ذات کے بارے میں شفاعت کو قبول کیا' جب میرا بندہ اہل وقوف (عرفات والوں) کی بھی سفارش کرے تو قبول کروں گا اور جو دعا مانگے اس کو قبول کروں گا۔

اس کے بعد شیطان کو مارنے کے لئے کنکریاں بھی یہی سے چن لیں۔ چنے کے برابر چھوٹی چھوٹی کنکریاں ۵۵ کے قریب جمع کرلیں تاکہ ۱۰ ذی الحجہ کے دن آپ ان سے رمی کریں۔

ایک روایت کے مطابق ان الفاظ سے دعا کرنا بھی مسنون ہے:

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' ان کے لئے ہی سلطنت اور ان ہی کے لئے تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! آپ ہی کے لئے ایسی تعریفیں ہیں جیسی آپ نے تعریفیں کی ہیں' ان سے بہتر جیسی ہم کرتے ہیں' اے اللہ! آپ ہی کے لئے میری نماز ہے' اور آپ ہی کے لئے میرا حج اور میری زندگی اور موت ہے' آپ ہی کی طرف میرا لوٹنا ہے اور میرا مال بھی آپ ہی کا ہے' اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے اور دل کے وسوسہ اور کاموں کی پراگندگی سے' اے اللہ! میں آپ سے بھی وہ نیکی اور خیر مانگتا ہوں جو ہوا لے کر آئے اور اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو ہوا لے کر آئے۔ اللہ! میرے دل میں' میرے کانوں میں' میری آنکھوں میں نور بھر دے' اللہ! میرا سینہ کھول دے' میرا کام آسان کردیجئے' میں پناہ لیتا ہوں آپ کی' سینہ میں وسوسوں سے اور کام کی پراگندگی اور عذاب قبر سے۔''

خوب رو رو کر گڑگڑا کر اپنے گناہوں کو یاد کرکے بے حساب مغفرت اور آئندہ زندگی میں نیکی کے اعمال کی دعائیں مانگیں۔ اپنے والدین' بہن بھائیوں' بیوی' بچوں عزیز و اقارب' اساتذہ و مشائخ امت مسلمہ اور مظلوم مسلمانوں کے لئے دعائیں مانگیں' دینی مدارس کی حفاظت' دعوت و تبلیغ کے فروغ' اور مجاہدین اسلام کی سربلندیوں اور مظلوم مسلمانوں کی آزادی کے ساتھ اسلام کی سربلندی کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں۔ عصر کی نماز کی ادائیگی تک انفرادی طور پر اسی طرح دعائیں مانگتے رہیں۔ عصر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرکے (اگر مسجد نمرہ میں ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا نہیں کی ہے) خیموں سے باہر نکل کر اپنے کسی بزرگ کے ساتھ وقوف عرفہ کریں۔ اگر کوئی ساتھی نہ ہو تو اکیلے کریں۔

معلم بھی وقوف عرفہ کراتے ہیں مگر وہ عربی میں دعا کرتے ہیں جس میں زیادہ ذوق و شوق پیدا نہیں ہوتا' اس لئے خوب آہ و زاری کے ساتھ عصر سے مغرب تک کھڑے ہوکر ہاتھ اٹھا کر دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے خوب آنسوؤں کا نذرانہ پیش کریں' اپنے ہاتھوں کو خوب اوپر اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو متوجہ کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنائیں' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور اپنے مشائخ کی خدمات کو خراج عقیدت کے لئے ان کے رفع درجات کے لئے دعائیں کریں' بار بار عرفات میں حاضری کی درخواست پیش کریں' مغرب کی اذان ہوتے ہی عرفات کا وقت ختم ہوگیا' اب آپ ایسے پاک و صاف ہوگئے جیسے کہ آج ہی پیدا ہوئے ہیں' اپنی خوش قسمتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں' جو لوگ کسی وجہ سے مغرب تک عرفات نہیں پہنچ سکے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اپنی رحمت سے آج کے دن صبح فجر تک وقوف عرفہ کی اجازت دے دی ہے' فجر سے قبل تک ایک لمحہ کے لئے بھی پہنچ جائیں گے تو حج کی سعادت حاصل ہوجائے گی۔

مغرب کے بعد اگر بسیں روانہ ہورہی ہیں یا آپ نے پیدل مزدلفہ جانا ہے تو بس میں سوار ہوجائیں یا پیدل روانہ ہوجائیں۔ اگر سڑکیں بند ہیں تو کچھ دیر انتظار کریں اور جب ایک قافلہ گزر جائے تو آپ کو معلم بسیں مہیا کرے گا۔ اس میں

سوار ہوکر مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ یاد رکھیں آج کے دن آپ نے مغرب اپنے وقت میں نہیں ادا کرنی بلکہ مغرب مزدلفہ پہنچنے کی صورت میں آپ پر فرض ہوگی' چاہے مغرب کے وقت پہنچ جائیں یا عشاء کے وقت یا صبح صادق سے پہلے پہلے تک کسی بھی وقت میں۔

جب مزدلفہ پہنچ جائیں تو پہلے مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں اور اس کے بعد عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں۔ یاد رکھیں مزدلفہ کی رات شب قدر سے فضیلت کے اعتبار سے افضل ہے' اس کو سوکر یا باتیں کر کے ضائع نہ کیجئے' تھوڑی دیر آرام کر کے اٹھ جائیے' تہجد پڑھیں' نوافل ادا کریں' دعاؤں میں مشغول رہیں' صبح صادق ہوتے ہی فجر کی نماز کی تیاری کریں' جماعت کے ساتھ فجر کی نماز ادا کر کے تھوڑی دیر کھڑے ہوکر دعا کر کے وقوف مزدلفہ کا واجب ادا کریں۔

جب سویرے کا اجالا شروع ہو جائے تو منیٰ کی طرف روانہ ہو جائیں یہ ۱۰/ذی الحجہ کی صبح اور عید کا دن ہے۔ عازمین حج پر عید کی نماز نہیں ہے۔ منیٰ پہنچ کر پہلے اپنے خیموں میں جا کر اپنا سامان وغیرہ رکھ دیں۔ آج آپ نے تین اہم ارکان حج ادا کرنے ہیں لیکن اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ ان واجبات کی ادائیگی کے لئے بہت زیادہ وقت ہے۔ جلد بازی کی وجہ سے جان کو بھی خطرات لاحق ہو جاتے ہیں اور واجب بھی صحیح ادا نہیں ہو پاتا۔ اس لئے جلد بازی کی ضرورت نہیں' خاص طور پر خواتین اور بوڑھے تو بہت زیادہ احتیاط کریں۔

آج سب سے پہلا کام شیطان کو کنکریاں مارنا ہے' جس کو رمی جمرات کہا جاتا ہے۔ ۱۰/ذی الحجہ کو صرف بڑے شیطان کو سات کنکریاں مارنی ہے' منیٰ کی طرف سے آخری اور مکہ کی طرف سے

اسلام اور جاہلیت میں فرق

جبلہ نامی شام کا ایک مشہور رئیس مسلمان ہوگیا تھا، کعبہ کے طواف کے وقت اس کی چادر کا ایک گوشہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے آ گیا۔ جبلہ نے اس کے منہ پر ایک تھپڑ مارا اس نے بھی برابر کا جواب دیا۔ جبلہ غصہ سے بے تاب ہوگیا اور حضرت عمر فاروقؓ کے پاس آیا، حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: تم نے جو کچھ کیا، اس کی سزا پائی، اس نے کہا کہ ہم اس رتبہ کے شخص ہیں کہ ہم سے جو گستاخی کرے اس کی سزا قتل ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: جاہلیت میں ایسا ہی ہوتا تھا، لیکن اسلام نے پست و بلند ایک کر دیا۔

پہلے شیطان کو بڑا شیطان' جمرہ عقبیٰ کہا جاتا ہے۔ گول حوضی کے اندر ایک ستون اس کی علامت کے طور پر بنایا گیا ہے۔ اس جگہ شیطان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ورغلانے کی کوشش کی تھی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو کنکریاں مار کر بھگایا تھا۔ اس کے قریب پہنچ کر بالکل قریب سات کنکریاں اس طرح مارنی سنت ہے: شہادت کی انگلی کے اگلے پورے پر رکھ کر انگوٹھے کے ذریعہ زور لگا کر دائرہ کے اندر پھینک دیں اور اس وقت یہ الفاظ ادا کریں:

"میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مارتا ہوں اللہ بہت بڑا ہے' سب سے بڑا ہے' میں کنکری مارتا ہوں شیطان کو ذلیل کرنے اور جلانے کے لئے اور نہایت رحمت والے اپنے پروردگار کو راضی کرنے کے لئے۔"

اگر اتنی بڑی دعا یاد نہ ہو سکے یا رش کی وجہ سے ادا کرنا مشکل ہو تو صرف بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر کنکریاں مار دیں' خیال رکھیں کہ کوئی کنکری دائرے سے باہر نہ گرے' اگر چار کنکریاں باہر گر گئیں تو رمی کا واجب ادا نہیں ہوگا۔ اس لئے دور سے نہ ماریں بلکہ تین گز کے فاصلے سے ماریں' اگر انگوٹھے سے نہ مار سکتے ہوں تو عام طریقہ سے کنکریاں مار دیں۔ رمی کا پہلا کنکر مارتے ہی تلبیہ پڑھنے کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اب حج تمتع اور حج قران کرنے والے عازمین حج قربانی کا واجب ادا کریں گے۔ حج افراد والوں پر حج کی قربانی واجب نہیں' اس لئے وہ حلق کرا کر احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جائیں گے۔ سعودی حکومت نے قربانی کا سلسلہ بینکوں سے شروع کر دیا ہے' جس کی وجہ سے بہت سی قباحتیں ہوگئی ہیں' چونکہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رمی' قربانی' حلق میں ترتیب ضروری ہے کہ پہلے رمی' پھر قربانی اور پھر حلق۔ بینک کے ذریعہ قربانی کی صورت میں ترتیب قائم نہیں رہ سکتی' کیونکہ بینک میں قربانی کا وقت معلوم نہیں ہوتا۔ دوسرا اس میں سود کی آمیزش ہو جاتی ہے جو حج کی عبادت کو ضائع کر دیتی ہے' اس لئے بینک کے ذریعہ قربانی کے بجائے خود قربانی کرنے کا اہتمام کریں۔

جب رمی سے فارغ ہو جائیں تو خود قربانی کریں یا جس کے ذمہ قربانی لگائی ہے' اس کو اطلاع کر دیں کہ وہ آپ کی قربانی کر دے' جب قربانی' ہونے کی یقینی اطلاع آ جائے تو پھر حلق کرا کر احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جائیں۔ اس طرح ۱۰/ذی الحجہ کے اعمال پورے ہو گئے' جو خواتین یا بوڑھے اور کمزور افراد رات کو رمی کریں تو ان کی قربانی ۱۱/ذی الحجہ کو فجر کے بعد ہوگی اس لئے وہ دوسرے دن احرام کی پابندیوں سے آزاد ہوں گے۔

رمی، قربانی اور حلق سے فارغ ہونے کے بعد اب حج کا اہم رکن طواف زیارت ادا کرنا ہے جس کے لئے آپ مکہ مکرمہ جائیں گے۔ افضل اور بہتر یہ ہے کہ رمی اور قربانی کے بعد حلق کرا کر طواف زیارت کے لئے جائیں لیکن اس میں ترتیب ضروری نہیں ہے۔ ۱۰/ ذی الحجہ کی فجر سے لے کر ۱۲/ ذی الحجہ کی مغرب تک طواف زیارت ادا کیا جا سکتا ہے اس لئے ضعیف، کمزور اور خواتین رمی سے پہلے طواف زیارت کرنا چاہیں تو کر سکتی ہیں۔ طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ پہنچ کر بیت اللہ شریف میں داخل ہو کر اسی انداز میں طواف کریں جس طرح عمرہ کا طواف ادا کیا تھا۔ اگر حج کی سعی نہیں کی ہے تو اس طواف میں پہلے تین چکروں میں رمل بھی کیا جائے گا۔

طواف زیارت کے بعد حج کی سعی ادا کریں اسی طریقہ سے جس طریقہ سے عمرہ کی سعی ادا کی تھی کہ صفا سے آغاز کر کے مروہ پر سات چکر مکمل کریں۔ اس بات کا خصوصی خیال رکھیں کہ مکہ مکرمہ میں صرف طواف زیارت اور سعی کے لئے رکنا ہے اور اس کے بعد فوری طور پر منیٰ واپس جانا ہے کیونکہ پانچ دن قیام منیٰ کا مسنون ہے بعض لوگ مکہ میں بلا عذر قیام کر لیتے ہیں۔ یہ طریقہ صحیح نہیں۔

۱۱/ ذی الحجہ کو منیٰ کے تیسرے دن آپ نے صرف تینوں شیطانوں کو سات سات کنکریاں مارنی ہوں گی، جس کا وقت ظہور کے وقت سے شروع ہو کر دوسرے دن کی فجر تک ہے۔ خیموں سے روانہ ہو کر پہلے چھوٹے شیطان کو سات کنکریاں مار کر جمرہ سے تھوڑا الگ ہٹ کر قبلہ رخ ہو کر دعا کریں، پھر درمیانی شیطان کو کنکریاں مار کر قبلہ رخ ہو کر دعا کریں اور پھر بڑے شیطان کو کنکریاں مار کر بغیر دعا کئے واپس اپنے خیموں میں آ جائیں اور رات خیموں میں گزاریں۔

۱۲/ ذی الحجہ کو بھی ظہر کے وقت سے دوسرے دن کی فجر تک کے دوران تینوں شیطانوں کو پہلے چھوٹے شیطان پھر درمیانی شیطان اور آخر میں بڑے شیطان کو کنکریاں ماریں گے۔ اس طرح حج کے ارکان کی تکمیل ہو گی۔ اگر ممکن ہو تو ۱۳/ ذی الحجہ کو کنکریاں مارنا مستحب ہے لیکن آج کل معلم خیموں میں رہنے نہیں دیتے جس کی وجہ سے اس پر عمل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ کنکریاں مار کر مکہ مکرمہ واپس آ جائیں اور طواف وداع کر لیں جو کہ روانگی کے دن تک کیا جا سکتا ہے۔ اگر واپسی میں کچھ دن باقی ہوں تو خوب عبادات میں مشغول ہو جائیں۔

☆☆..................☆☆

صاحبزادہ حضرت خواجہ خلیل احمد مدظلہ کی ٹنڈو آدم آمد

ٹنڈو آدم (رپورٹ: حافظ فرقان انصاری)

شیخ المشائخ خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کے صاحبزادے، خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین حضرت اقدس مولانا ابو سعد خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم سندھ کے تفصیلی دورے کے دوران ٹنڈو آدم تشریف لائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا محمد راشد مدنی، مفتی حفیظ الرحمن، مولانا محمد نذر عثمانی نے ان کا دفتر ختم نبوت میں خیر مقدم کیا۔ حضرت اقدس شہر سے تھوڑا باہر "جامعہ حمادیہ راہو شاخ" حضرت علامہ احمد میاں حمادی صاحب کے ساتھ وہاں کے تعلیمی سال کا آغاز کرنے تشریف لے گئے، وہاں سے واپسی پر دفتر ختم نبوت میں کچھ آرام فرمایا اور دفتر میں ہی اپنے مریدین و ختم نبوت کے کارکنان کو نماز ظہر کی امامت کروائی، بعد نماز ظہر جامعہ ندوۃ العلوم ختم نبوت میں ایک پُر وقار پروگرام رکھا گیا، جس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ تلاوت جامعہ کے استاد قاری محمد عیسیٰ صاحب نے کی اس کے بعد مولانا محمد نذر عثمانی اور حضرت علامہ احمد میاں حمادی صاحب کے مختصر اور جامع خطابات ہوئے جس میں انہوں نے قائد تحریک ختم نبوت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کی تحریک ختم نبوت کی قیادت اور اس سلسلے میں ان کی خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالی اور کہا کہ حضرت خواجہ خلیل احمد صاحب اور خواجہ عزیز احمد صاحب و دیگر صاحبزادگان حضرتؒ کے وصال پر تنہا نہیں بلکہ ان کی جدائی نے پوری جماعت ختم نبوت بلکہ تمام دینی مدارس اور دینی جماعتوں کے کارکنوں کو یتیم کر دیا ہے، ان کے جانے کے بعد جو خلا پیدا ہوا اس کا پُر ہونا مشکل نہیں بلکہ یقینی طور پر ناممکن ہے۔ خواجہ صاحب عظیم شخصیت تھے ان کی دینی خدمات تا حشر یاد رکھی جائیں گی اب ہمارا کام یہ ہے کہ جو مشن تحفظ ختم نبوت اور تردید قادیانیت کا وہ ہمیں دے گئے ہیں اسے اخلاص کے ساتھ ہم پایۂ تکمیل تک پہنچائیں یقیناً ان کی روح اس کام کے کرنے والوں سے ہی خوش ہو گی اور اس تمام کام کا ایصال ثواب ان کو ہوتا رہے گا، حضرت خواجہ خلیل احمد صاحب نے حضرت مرحوم کے مریدین سے تجدید بیعت کی۔ اس پُر وقار تقریب میں جمعیت علماء اسلام کے قاری محمد عباس، حاجی محمد ہاشم، زمیندار حاجی غلام قادر کیریو، مولانا محمد طاہر کلی، حاجی محمد عمر جونیجو، حافظ محمد زاہد حجازی، منور حسین قریشی، طارق محمود چانگ، راؤ حاجی جمیل احمد، تاجر برادری کے حاجی خلیل احمد میمن سمیت معززین شہر نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ نماز عصر جمعیت علماء اسلام ٹنڈو آدم کے مرکز جامعہ قاسم العلوم میں ادا کی، بعد نماز مغرب ٹنڈو آدم کے قدیم ترین مدرسہ فقیر ملفھارؒ کے مدرسہ میں ہونے والی سالانہ عظمت قرآن کانفرنس کی صدارت فرمانے کے بعد ٹنڈو آدم سے رخصت ہوئے۔

☆☆..........☆☆

اُمتِ مُسلمہ کی فلاح وکامیابی کا راز

پروفیسر سیّد وسیم الدین

وہ گھڑی جس کی سہانی ساعتوں میں کائنات کا چاند وادیٔ مکہ میں چمکا تو کفر وشرک بُت پرستی ونفس پرستی کے مہیب سائے چھٹ گئے اور پورا جہاں تا ابد روشن ہوگیا وہ گھڑی کہ جب فضائے عالم مسرتوں، شادمانیوں کے دل آویز نغموں سے گونج اٹھا، وہ گھڑی جب بیت اللہ اپنے احترام میں جھک گیا، قیصر وکسریٰ کے محلات کے کنگرے گر گئے اور آتش کدۂ فارس ٹھنڈا ہوگیا، وہ گھڑی جس نے زندگی کو بندگی کی لذتوں سے آشنا کیا تو بندگی بھی فخر وامتنان میں مسرور ہونے لگی۔

اللہ اللہ وہ مطلعِ صبحِ ازل جس کی کرنوں سے شب ظلمت نے رختِ سفر باندھا اور بندے کو بندے کی ''بندگی وغلامی'' سے نجات کی لازوال دولت نصیب ہوئی، اس صبحِ ازل کو طلوع ہوئے آج تقریباً ساڑھے چودہ سو سال سے زائد عرصہ بیت چکا ہے، اس دوران کئی انقلابات رونما ہوئے جس کے نتیجہ میں کہیں کمیونزم نے جنم لیا تو کہیں سوشلزم معرضِ وجود میں آیا، ان میں سے ہر ایک نے انسانی عزت وتکریم کا دعویٰ تو کیا لیکن تاریخ اس پر شاہد ہے کہ الوہی پیغام جو ''مصطفوی نظام'' مولود محمدی کی صورت میں نوع انسانی کو دیا گیا تھا، اس کے مقابلہ میں ہر نظام اور ہر ازم ناکام ونامراد ہوچکا ہے۔ آفتابِ محمدی کی کرنوں سے طلوع ہونے والا انقلاب آج کائنات کے افق میں کچھ یوں چمکا ہے کہ اس کی تابناک کرنوں سے کفرستانِ ہند کے ذرے بھی پُرنور ہونے لگے۔ تاریخ انسانی کا یہ پہلو عالمگیر انقلاب تھا جو اتنے مختصر وقت میں لاکھوں مربع میل تک پھیل گیا، بڑے بڑے ''مہذب'' معاشرے اس انقلاب کے داعیوں سے آدابِ زندگی کی خیرات مانگنے کے لئے ان کی دریوزہ گری کرنے لگے۔ معیشت، معاشرت، قانون و سیاست، تہذیب وتمدن غرض کہ کوئی بھی شعبۂ زندگی ایسا نہیں جہاں مصطفوی انقلاب کے کارکنوں نے اپنے نقوش نہ چھوڑے ہوں اور اغیار نے انہیں سرمۂ چشم اور حرزِ جاں نہ بنایا ہو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں دس سال تک مسلسل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں رہا اور اس عرصے میں آپؐ نے مجھے اُف تک نہ کہا۔'' عصر حاضر کا سب سے بنیادی مسئلہ یہی ہے کہ ہمارے مسلم حکمراں و عام مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت پر عمل کرلیتے تو آج ہم یقیناً اپنا کھویا ہوا ایمان اور وقار حاصل کرلیتے۔ کعب بن زہیر عرب کا مشہور لسان اور شاعر تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجو نگار بھی مسلمان اس کے خلاف بھرے بیٹھے تھے، لیکن آپؐ اس کے متعلق خفگی کا معمولی سا اظہار بھی نہ فرماتے تھے، بالآخر وہ اس تحمل سے اتنا متاثر ہوا کہ مسلمان ہوگیا اور آپ کی خدمت میں ایک قصیدہ لکھ کر لایا اور خدمتِ اقدس میں اکیلا حاضر ہوا۔ آپؐ نے نہ صرف کھلے دل سے اسے معاف کردیا بلکہ اپنی چادر مبارک بھی اسے دے دی۔ بعد میں حضرت امیر معاویہؓ نے یہ چادر مبارک چالیس ہزار درہم میں خرید کر شاہی خزانہ میں جمع کرادی۔''

یہ امت مسلمہ اگر آپؐ کے اس رویہ پر عمل پیرا ہوجائے تو عفو و درگزر کی شاندار مثال قائم کرکے مسائل پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا اور نہ ہی کسی بیوی اور خادم کو مارا۔ سوائے اس کے کہ راہِ خدا میں (دشمنوں سے) جہاد کررہے ہوں (اور کسی کو ضرب لگائی ہو) نہ ہی اپنی ذات کے لئے کبھی کوئی انتقام لیا، ہاں اگر حدود الٰہی میں سے کسی کی خلاف ورزی کی جارہی ہوتی تو پھر (اللہ کے حکم کی خاطر بدلہ لیا کرتے تھے) امت مسلمہ کا ایک نمایاں مسئلہ یہ بھی ہے کہ ان ممالک میں تعلیم کا تناسب کم ہے، خصوصاً دینی تعلیم اور بھی زیادہ کم ہے جس کی وجہ سے مسلمان اپنی مرضی کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! آپ کے نزدیک اپنے بندوں میں عزیز ترین کون ہے؟ فرمایا: وہ شخص جو قدرت رکھتے ہوئے بھی معاف کردے۔ دشمن سے انتقام لینا جائز ہی نہیں بلکہ انسان کا فطری حق ہے۔ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا انسان ہو جو اپنے جانی دشمن کو معاف کرسکے، لیکن آپؐ کے دامن اخلاق میں عفو ودرگزر اور نرم دلی کی فراوانی تھی یہی وجہ ہے کہ آپ قرآنی اصول کی زندہ اور عملی تفسیر تھے۔

عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص دائرہ اسلام میں داخل ہوا، پھر جلد ہی منحرف ہوکر بھاگ نکلا۔ اسے صحابہ کرامؓ پکڑ کر لائے اور دربار رسالت میں پیش کر کے عرض کیا کہ یہ مرتد ہو گیا ہے اور سخت سے سخت سزا کا مستحق ہے۔ آپؐ نے اس شخص سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اسلام برضا و رغبت قبول کیا تھا؟ اس کا جواب نفی میں تھا، اس پر ہادی برحق نے فیصلہ صادر فرمایا کہ اس پر کوئی حد نہیں، نہ ہی اسے کوئی سزا دی گئی بلکہ اسے آزاد کرنے کا حکم دیا، یہی عدل ہے۔

تاریخ عالم گواہ ہے کہ محسن انسانیت حضور پرنور احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے اولاد آدم کو برابری کی سطح پر لا کھڑا کیا۔ یہ کوئی تخیلاتی یا تصوراتی بات نہیں بلکہ تاریخ کا مکمل اجالا اس کا گواہ ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ کرامؓ کو گواہ بنایا۔ اللہ کی ذات کو گواہ بنایا اور خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمایا:

”آج گورے کو کالے پر اور عرب کو غیر عرب پر کوئی فوقیت نہیں، تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں، اللہ نے سود کو حرام قرار دیا ہے، نہ کسی پر ظلم کرو اور نہ اپنے اوپر ظلم ہونے دو، جس طرح تمہیں اپنی بیویوں پر حق حاصل ہے اسی طرح انہیں تم پر حق حاصل ہے۔“

حضرت عبیدہ ملیکی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

”اے قرآن والو! قرآن کو بس اپنا تکیہ ہی نہ بنالو بلکہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے اور اس کو (چہار دانگ عالم) میں پھیلاؤ اور اس کو خوش الحانی سے پڑھا کرو اور اس میں تدبر اور غور وفکر کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔“

عصر حاضر میں امت مسلمہ کے لئے سب سے اہم معاملہ جہاد کا ہے، جس کا تناسب نہ ہونے کے برابر ہے۔ ضرورت بلکہ اشد اور فوری ضرورت یہ ہے کہ کرۂ ارض کے پانچ ارب انسان بالعموم اور ایک ارب مسلمان بالخصوص آپؐ سے اپنا ذہنی و روحانی رشتہ ہموار و استوار کریں۔ ان کے اقوال کو اپنائیں جو اعمال کے سرچشمے ہیں اور ثمرات بھی ہیں اور ان کے کردار کو اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں اپنائیں۔

خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا فرماتے تھے کہ: ”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے کہ میری آرزو ہے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں پھر اللہ کی راہ میں قتل ہونے کی سعادت سے شاد کام ہوں اور پھر زندہ کیا جاؤں۔“

عصر حاضر کے مسائل کا حل تو قرآن مجید فرقان حمید نے صدیوں پہلے بتلا دیا ہے کہ:

”اے محمدؐ کے ماننے والو! اگر تم نے پیٹھ موڑی ان مقاصد کی تکمیل کی بجائے جو محمدؐ کے امتی ہونے کی حیثیت سے تمہارے سپرد کیے گئے ہیں، اگر تم نے اپنے ذاتی فوائد اور ذاتی اقتدار کو ہی مطلوب و مقصود بنالیا اور تم بھی دنیا کے عیش میں پڑ گئے تو جان لو کہ ہماری سنت کا ظہور ہوگا، ہم تمہیں ہٹائیں گے، کسی اور کو لے آئیں گے۔

(سورۂ محمد)

آج عالم اسلام اقوام عالم کے لئے لقمۂ تر بن چکا ہے، جس کی خبر مظہر خلق عظیمؐ نے صدیوں پہلے اس طرح دی تھی:

”مسلمانو! اندیشہ ہے کہ تم پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ اقوام عالم تم پر ایک دوسرے کو ایسے دعوت دیں گی جیسے دعوت طعام کا اہتمام کرنے والا دسترخوان چنے جانے کے بعد مہمانوں کو بلایا کرتا ہے کہ آئیے اب کھانا تناول فرمایئے، اس طرح تم اقوام عالم کے لئے لقمۂ تر ہو جاؤ گے۔“

صحابہ کرامؓ نے بڑی حیرانی سے سوال کیا:

”حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا یہ اس لئے ہوگا کہ ہماری تعداد بہت کم ہو جائے گی؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں، یعنی نام کے مسلمان تو بہت ہوں گے تمہاری تعداد تو بہت ہوگی، تمہاری حیثیت سیلاب کے اوپر کے جھاگ کے مانند ہو کر رہ جائے گی۔“

اس پر جب پھر سوال کیا گیا کہ: ایسا کیوں ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ: ”تمہارے اندر ایک بیماری پیدا ہو جائے گی، جس کا نام ”وہن“ ہے۔ پھر سوال ہوا یا رسول اللہ! ”وہن“ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت کا خوف اور موت سے کراہت۔“

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امت مسلمہ کے مسائل کا معاملہ دنیا کی عام قوموں کے مسائل سے بالکل جدا اور مختلف ہے ہمارے ذمہ جو فرض منصبی ہے اگر اس کو ادا کریں گے تو تائید خداوندی ہمارا ساتھ دے گی، بقول شاعر مشرق:

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

عصر حاضر کے مسلم حکمرانوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی حکمت عملی اور فہم و فراست پر عمل پیرا ہونا چاہئے کہ آپؐ نے دس سال کے قلیل عرصہ میں شوریدہ عربوں کے ساتھ رہتے ہوئے بارہ لاکھ مربع میل کی ایک عظیم الشان اور مستحکم مملکت قائم

کردی اور آپ کی اعلیٰ تربیت کا ہی نتیجہ تھا کہ عرب جیسی گمنام اور جاہل قوم نے صرف دس سال کے اندر عراق، ایران، فلسطین، شام، مصر، طرابلس، تیونس، ترکستان، آرمینا اور مغربی سندھ و ہند تک اسلام کی عظمت کا پھریرا لہرا دیا۔ عصر حاضر کے مسائل میں ایک اور بڑا مسئلہ تقسیم و گردش دولت ہے جس میں توازن کی از حد کمی ہے۔ آپؐ نے مدینہ آتے ہی سب سے پہلے مہاجرین و انصار میں مواخات قائم کرکے مہاجرین کے معاشی تعطل کو دور کر دیا۔ بیت المال کا قیام: زکوٰۃ کا نظام، خیرات، صدقات، قرض حسنہ کے ذریعے آپؐ نے معاشی مسائل پر بڑے ماہرانہ انداز میں قابو پایا جس کے دور رس اثرات مرتب ہوئے۔

حضرت سیدنا بلالؓ کا کہنا ہے کہ آپؐ کے پاس چار اونٹنیاں سامان سے لدی ہوئی آئیں تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا، یہ اونٹنیاں اور سامان لے لو جو فدک کے رئیس نے مجھے بھیجا ہے ان سے اپنا قرضہ ادا کرو۔ حضرت بلالؓ کہتے ہیں، میں نے ان سے سارا قرض چکا دیا اور مسجد میں واپس آیا تو آپ بھی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام کیا تو آپؐ نے پوچھا کچھ بچا تو نہیں۔ میں نے عرض کی "ہاں کچھ بچ گیا ہے۔" آپؐ نے فرمایا دیکھو مجھے اس سے جلد نجات دلا دو۔ عشاء کی نماز کے بعد پھر بلایا اور پوچھا سامان کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کی میرے پاس کوئی حاجت مند نہیں آیا، چنانچہ آپ مسجد ہی میں سو گئے حتیٰ کہ اگلے دن عشاء کی نماز کے بعد پھر بلایا اور سامان کا دریافت فرمایا، میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے راحت دے دی، یعنی وہ سامان حق داروں تک پہنچ گیا۔ اس پر آپؐ نے اللہ اکبر کہا اور اللہ کا شکر ادا کرنے کے بعد گھر تشریف لے گئے۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے اصول و عادت نبویؐ جن پر قرآن کریم نازل ہوا اور جن کی پاکیزگی اور عظمت کی قسمیں قرآن مجید کھاتا تھا، سبحان اللہ! کاش کہ امت مسلمہ سیرت طیبہ کے اس خوبصورت پہلو کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیں:

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے
(اقبالؒ)

سیدالابرار صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیت المال کی سات اشرفیاں تھیں، بیمار ہوئے تو اندیشہ ہوا کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور یہ اپنے پاس ہی رہ جائیں، چنانچہ حکم دیا کہ انہیں غریبوں کو دے دیا جائے، لیکن سب لوگ تو تیمارداری میں مصروف تھے۔ کسی کو آپ کا حکم یاد نہ رہا، وفات سے ایک دن پہلے آپ کو پھر خیال آیا، دریافت فرمایا: وہ اشرفیاں کیا ہوئیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول وہ ابھی گھر میں ہی رکھی ہیں۔ آپؐ نے انہیں حاضر کرنے کا حکم دیا، پھر آپؐ نے ان کو ہتھیلی پر رکھا اور فرمایا: اگر محمد کو موت آگئی اور یہ اس کے پاس ہی رکھی رہ گئی تو وہ اپنے رب کو کیا جواب دے گا؟ پھر آپؐ نے ان کو چند غریب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ آج بھی بیت المال موجود ہے لیکن عالم اسلام پھر بھی مشکلات سے دوچار ہے۔ عصر حاضر کے مسائل میں اضافہ کیوں کر نہ ہو کہ ان کے حکمران بڑی ڈھٹائی اور بڑی ادائے بے نیازی کے ساتھ مسند صدارت پر بیٹھے چین کی بانسری بجا رہے ہیں کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں:

دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو
(ڈاکٹر کلیم عاجز)

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ عہد نبویؐ میں ایک شخص کی لاش ملی مگر اس کے قاتل کا پتہ نہ چل سکا، اس پر آپؐ نے سخت ناراضگی کے عالم میں خطبہ ارشاد فرمایا: "اے لوگو! کیا بات ہے؟ میرے ہوتے ہوئے آدمی قتل کیا جاتا ہے اور اس کے قاتل کا پتہ نہیں چلتا؟ ایک آدمی کے قتل پر اگر آسمان و زمین کی تمام مخلوق بھی متفق ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان سب کو سزا دیئے بغیر نہ چھوڑے گا۔" (طبرانی)

عصر حاضر میں آج مسلمان جس بے رحمی سے مسلمان کا قتل کر رہا ہے کیا روح محمدیؐ بے چین نہیں ہوگی؟

آج مسلمانوں میں ایک اور بڑی لعنت پائی جاتی ہے وہ ہے بلاضرورت اسراف کرنا۔ اکثر ہمارے مسلمان اپنی دولت کو فضول چیزوں پر خرچ کرکے اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں اور جہاں خرچ کرنا چاہئے وہاں ہاتھ اٹھا لیتے ہیں۔

تجارت کا پیشہ ایک معزز پیشہ ہے، آپؐ خود بھی تاجر تھے، تجار کو آپؐ کے طریقۂ تجارت کو اپنانا چاہئے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ:

" خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ جب لوگوں سے اپنا (حق) ناپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا دیں۔ کیا ان لوگوں کو اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے، جس دن تمام آدمی رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔"
(سورۃ مطففین)

اکثر یہ دیکھا گیا ہے تجار پانچ وقت کی باجماعت نماز بھی ادا کرتے ہیں اور اشیاء خوردنی میں ملاوٹ بھی کرتے ہیں، پوچھنے پر بتلایا جاتا ہے کہ نماز فرض ہے اور یہ وقت کا تقاضا ہے، مطلقاً یہ جواب بڑا مضحکہ خیز ہے۔ نماز پڑھنے کا بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے کہ اے اللہ! ہمیں سیدھی راہ دکھا اور جب پانچ بار

یہ دعا کرنے کے باوجود بھی کوئی تاجر اپنے رویہ کو تبدیل نہ کرے تو جاہل مطلق کے لئے اقبالؒ کا یہی شعر کافی ہونا چاہیے کہ:

شوق ترا اگر نہ ہو تیری نماز کا امام
ترا قیام بھی حجاب ترا سجود بھی حجاب

موجودہ زمانہ میں امت مسلمہ سیاسی اعتبار سے زبوں حالی کا شکار ہے۔ کہیں شہنشاہیت ہے تو کہیں آمریت، کہیں مضحکہ خیز جمہوریت ہے تو کہیں اشتراکیت بلکہ اشمالیت، روز بروز اس قدر مسائل پیدا ہورہے ہیں کہ آزاد ہونے کے باوجود اغیار کے افکار کے ہم بُری طرح شکار ہیں، کہیں انگریزی جمہوریت اور کہیں مغربی افکار کی یلغار جب تک عالم اسلام میں سیرت نبویؐ کی روشنی میں اسلامی قوانین کو بالادستی حاصل نہیں ہوگی اس وقت تک مسلم امہ اغیار کی چالوں میں گرفتار رہیں گے۔

آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال قبل مدینہ منورہ میں آپؐ نے ایک حکومت قائم کی، جس کے بنیادی قانون واصول اور فرائض وحقوق کا مجموعہ قرآن مجید فرقان حمید تھا۔ یہ حکومت نہ تو مناکری کی تھی نہ ڈکٹیٹر شپ کی تھی نہ ارسٹوکریسی تھی، نہ ڈیموکریسی اور نہ تھیوکریسی۔ اس کا نظام ان تمام جملہ اصطلاحوں سے مبرا تھا۔ اسلامی قوانین میں خلیفہ سے لے کر معمولی فرد تک سب برابر تھے مگر عصر حاضر میں نظام ہائے حکومت کے اتنے تجربات کئے جاچکے ہیں، جن کی تفصیل بیان کرنا ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ ان سارے تجربات میں ایک بات مشترک ہے کہ کہیں افراد نے اور کہیں جماعتوں نے انسانوں کو قانون اور دستور دینے کا منصوبہ حاصل کرلیا۔ افراد چاہے وہ کتنے ہی بڑے مفکر اور مدبر ہوں، زمان ومکان کی قید سے بالاتر ہوکر نہیں سوچ سکتے۔ فطری طور پر انسان مستقبل سے زیادہ حال کے تقاضوں کی تکمیل کی طرف راغب ہوتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد انسانوں کا تصور کردہ نظام اور انسانوں کا مدون کردہ دستور وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں رہتا پھر لازمی طور پر تبدیلیاں اور تغیر ہونے لگتے ہیں، کبھی یہ تغیر پُرامن ہوتے ہیں تو کہیں انقلاب، بغاوت، جنگ وجدل کے ذریعے عمل میں آتے ہیں۔ اے کاش! ہم نے من حیث القوم اپنے زوال وانحطاط اور ذہنی وفکری غلامی کے وجود واسباب پر غور کیا ہوتا، کاش ہم مجرمانہ تغافل کے گرداب بے اماں سے نکلے ہوتے، ہماری سوچیں انقلاب آفریں پیغام محمدی کی حقیقی روح سے آشنا ہوئی ہوتیں۔ کاش ہم اپنی اکائی کے تحفظ کے لئے دوسروں کے دست نگر نہ ہوتے۔ کاش حرم کی پاسبانی کے لئے ہم شانے سے شانے ملاکر دشمنان اسلام کے سامنے سینہ سپر ہوتے۔ کاش ہم رنگ ونسل کے بت پاش پاش کرکے اسلامی اخوت کے اس سرمدی رشتے میں منسلک ہوگئے ہوتے، جس نے سیدنا بلالؓ اور ایران کے سلمان فارسیؓ میں دوئی کا احساس مٹادیا تھا۔ کاش ہم اپنی گمشدہ میراث کے لئے تڑپ پیدا کرسکتے۔ کاش ہم فرقہ واریت کے عفریت کا سر کچل کر ”ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے“ کی عملی تفسیر پیش کرسکتے۔ کاش ہم عالم کفر کے خلاف علم جہاد بلند کرکے مسلم دنیا کی سربلندی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردیتے۔ کاش ہم عالمی سامراج کے خلاف مشترکہ لائحہ عمل تیار کرکے اسے کشمیر، فلسطین، عراق، افغانستان اور پاکستان میں خون مسلم سے ہولی کھیلنے سے روک دیتے اور کاش ہم دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کرتے۔

لیکن افسوس ایسا نہ ہوا اور ہم اہل حق امم عالم کی امامت کے منصب کا دعویٰ کرنے کے باوجود قومی وبین الاقوامی سطح پر دربدر کی ٹھوکریں کھارہے ہیں، اس کا ایک ہی سبب ہے کہ ہم نے آپؐ سے رشتہ غلامی توڑلیا ہے۔ ایک غلامی سے آزادی کے باعث کفر وطاغوت کی غلامی کا پٹہ ہمیشہ کے لئے اپنے گلے میں ڈال لیا ہے۔

☆☆..................☆☆

یہ جہاں چیز ہے کیا؟

علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) ایرانی آتش پرستوں سے جہاد کرنے کے لئے قادسیہ پہنچے تو انہوں نے اپنے لشکر کے ایک افسر عاصم بن عمروؓ کو مقام میان پر بھیجا، یہ دشمن کے ملک میں ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ حضرت عاصمؓ یہاں پہنچے تو رسد کا سارا ذخیرہ ختم ہوگیا اور ساتھیوں کے پاس کھانے کو کچھ نہ رہا، انہوں نے آس پاس تلاش شروع کی کہ شاید کوئی گائے، بکری مل جائے مگر کافی جستجو کے باوجود کوئی جانور ہاتھ نہ آیا، اچانک انہیں بانس کے ایک چھپر کے پاس ایک شخص کھڑا نظر آیا، انہوں نے جاکر اس سے پوچھا کہ کیا یہاں آس پاس میں کوئی گائے، بکری مل جائے گی؟ اس شخص نے کہا مجھے معلوم نہیں، حضرت عاصمؓ ابھی واپس نہیں لوٹے تھے کہ چھپر کے اندر سے ایک آواز سنائی دی، یہ خدا کا دشمن جھوٹ بولتا ہے، ہم یہاں موجود ہیں۔ حضرت عاصمؓ چھپر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں کئی گائے، بیل کھڑے ہیں۔ مگر وہاں کوئی آدمی نہیں تھا اور یہ آواز ایک بیل کی تھی۔ حضرت عاصمؓ وہاں سے گائے، بیل لے کر آئے اور انہیں تقسیم کیا۔ یہ واقعہ کسی نے حجاج بن یوسف کو سنایا تو اسے یقین نہ آیا اس نے جنگ قادسیہ کے شرکاء کے پاس پیغام بھیج کر اس کی تصدیق کرنی چاہی تو بہت سے حضرات نے گواہی دی کہ اس واقعے کے وقت ہم موجود تھے، حجاج نے ان سے پوچھا: اس زمانے میں اس واقعے کے بارے میں لوگوں کا تاثر کیا تھا؟ انہوں نے کہا: اس واقعے کو اس بات کی دلیل سمجھا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے اور وہ ہمیں دشمن پر فتح عطا فرمائے گا۔ یہ بات اسی وقت ہوسکتی ہے جب لوگوں کی اکثریت متقی وپرہیزگار ہو۔ حجاج نے کہا: دلوں کا حال تو اللہ ہی جانتا ہے لیکن اتنا ہم بھی جانتے ہیں کہ دنیا سے اس قدر بے نیاز قوم ہم نے ان کے بعد نہیں دیکھی۔ (کامل ابن اثیر ص۰۰۲ ج۲ طبع ۲)

عقیدہ و عمل میں تضاد کے برے اثرات

ڈاکٹر عطیہ خلیل عرب

رب العالمین جل و علا شانہ نے انسان کو حیوان سے اعلیٰ، اشرف اور ارفع بنایا تو محض نطق و گویائی کی صلاحیت اس کی بنیاد ہے نہ عقل و دانائی بلکہ انسانوں کی بستی میں انسانوں کے باہمی حسن سلوک، لطف و کرم اور حسن اخلاق ہی کی بدولت صرف حیوان ہی نہیں ایک انسان بھی دوسرے انسان کے مقابلے میں بہتر اور ہر دلعزیز ہوسکتا ہے کہ ہماری نظر میں عقل و شعور کا تقاضا حسن اخلاق اور بلندئ کردار، رواداری، نرم خوئی اور خندہ پیشانی ہے۔ دراصل یہی انسانی حکمت عملی اور شعور کی بیداری ہے جو انسان کو خدا کی اس بستی میں خلافت ارضی کا تاج پہناتی اور دلوں پر حکمرانی کا حقدار بناتی ہے۔

انسانیت کی تاریخ پر نظر ڈالئے تو ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے خاتم الانبیاء والمرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک انسانیت کی راہنمائی، ہدایت اور خیر و فلاح کے لئے اللہ رب العزت کے پسندیدہ بندوں کا ایک سلسلہ نظر آتا ہے جن کی نبوت کا مقصد بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ راست پر لانا، شرک و بت پرستی اور دوسری نجاستوں سے پاک کرنا، ایک اللہ کی بندگی میں دینا ہوا کرتا تھا لیکن تمام انبیاء کرام کی نبوت و تعلیم کسی ایک ہی قوم اور بستی تک محدود رہا کرتی تھیں بلکہ ایک ہی وقت اور دور میں کئی انبیاء کا وجود الگ الگ بستیوں کے لئے بھی قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے۔ اب رہ گئی خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت تو آپ آخری نبی و رسول ہوئے اور ہم آپ کی آخری امت بلکہ بہترین امت قرار دیئے گئے اور قرآن حکیم ابدی و آخری کتاب ہدایت، پوری دنیا کے لئے قیامت تک نور و رحمت اور رشد و ہدایت کا سرچشمہ رہے گا۔

تاریخی اعتبار سے تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد دستور الٰہی کے مطابق صرف ایک رہا اور وہ یہ کہ: ''تم سب لوگ ایک ہی اللہ کی عبادت کرو اور شیطانی یا طاغوتی طاقتوں کے شر سے دور رہو یا اجتناب کرو۔'' بات یہ ہے کہ محمد رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا گیا اور خاتم الانبیاء والمرسلین کی حیثیت سے حضور کی مابہ الامتیاز خصوصیات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہیں۔ غور کیجئے تو جو شریعت ''آخری'' شریعت اور جو کتاب تمام صحف سماوی میں ''آخری کتاب'' اور جو نبی و رسول ''آخری پیغمبر'' ہو اور اس کی امت بھی ''آخری امت'' بتائی گئی ہو تو اس لحاظ سے منطقی نتیجہ یہی ہونا چاہئے تھا کہ آخری اس امت کے لئے جو آخری پیغام آخری نبی کے ذریعہ آیا ہو وہ انسانی فطرت کے عین مطابق، نظام کامل و دین متین کا ابدی دستور پوری انسانیت کے لئے ہو، عالمگیر ہو، یہاں انسانی فطرت کے عین مطابق ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس دین کامل کا اخلاقی نظام متوازن اور عدل و احسان کی بنیاد پر قائم ہو اور کردار سازی، حسن اخلاق اور گفتار و رفتار میں بھی توازن و اعتبار کے ساتھ ساتھ رواداری نرم خوئی لازمی طور پر موجود ہو، میل جول میں خندہ پیشانی لب و لہجہ میں دھیما پن اور مٹھاس ملتی ہو، یہ ساری اخلاقی خوبیاں اسی ہادئ برحق کی تعلیم و تربیت میں یکجا مل سکتی ہیں جس کی بعثت کا مقصد ہی ''اخلاق محاسن'' کی تکمیل ہو، ارشاد نبوی ہے: ''میری بعثت کا مقصد ہی مکارم اخلاق کی تکمیل ہے۔'' پھر یہی نہیں بلکہ شان رسالت مآب میں آیت نازل ہوئی، لسان وحی نے گواہی دی ''بلاشبہ آپ اخلاق و کردار کے بلند ترین مرتبہ پر فائز ہیں۔'' اور یقیناً یہی وہ عظیم مقدس ہستی ہوسکتی تھی جس کے لئے امت سے ارشاد باری تعالیٰ نہایت درجہ فیصلہ کن انداز میں ہوا:

''اور تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں'' یوں تو سیرت طیبہ کا ہر پہلو روشن اور ہر ادا آپ کی دلکش و دلنواز رہی لیکن رحمت عالم کی سب سے بڑی صفت انسانی ہمدردی، رحم دلی اور نرم خوئی ملتی ہے۔ انبیاء کا علم ''علم لدنی'' ہوتا ہے اور اللہ اپنے ان خاص بندوں کی اخلاقی تربیت بھی خود ہی فرماتا ہے:

علم لدنی شان کریمی صدق خلیلی نطق کلیمی
ید مسیحا، عفت مریم، صلی اللہ علیہ وسلم

فارسی میں تمام خوبیوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کو مجموعہ قرار دیتے ہوئے کہا گیا:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ انبیاء کی تعلیم و تربیت خود رب العزت فرماتا ہے اور اپنی رحیمانہ و

کریمانہ صفات کانمونہ بتاتے ہوئے ارشاد ہوا:

''پس اے رسول! یہ محض اللہ کا کرم اور اس کی رحمت ہے جو آپ ان لوگوں کے حق میں نرم خو اور نرم دل ہو گئے ہیں اور اگر کہیں آپ تند خو سخت گیر یا سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے منتشر ہو جاتے (حلقۂ بگوشِ اسلام ہی نہ ہوتے) پس آپ ان کو معاف کر دیں اور ان کے حق میں ہم سے مغفرت طلب فرمائیں۔''

قرآنی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ میں جابجا عفو و درگزر نیز عدل و احسان کی تاکید ملتی ہے اور سیرت طیبہ کا ہر حسین و خوبصورت گوشہ قرآنی اخلاق کا بہترین نمونہ ہے بلکہ سراپا قرآن ہی ہے:

خاموش گر رہے تو خدا کی کتاب ہے
اور بولنے لگے تو رسالت مآب ہے

اسلامی نظام اخلاق و تربیت میں ان عبادات کا بڑا دخل ہے جو اسلامی ارکان ہے۔ مثال کے طور پر ''نماز'' ہے جو عام طور پر لوگوں کا خیال ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد ختم ہو جاتی ہے تو ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ غور کیجئے تو نماز شروع ہی ہوتی ہے اسی وقت جب ایک نمازی اپنی نماز کو عمل میں ڈھالتا ہے اگر کسی شخص کو اس کی نماز جیسی عبادت قبلہ رخ کھڑا ہونا رکوع و سجود کرنا اپنی عملی زندگی میں بے حیائی اور دیگر منکرات سے باز نہیں رکھتی یا اس کا سلوک اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا نہ ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کی نماز قبول نہیں ہوئی، نماز کا عمل اس کی ادائیگی کے ساتھ ختم نہیں ہو جاتا بلکہ روز مرہ زندگی کے معاملات، حقوق العباد میں جاری اور ساری رہتا ہے۔ اس سورت پر غور کیجئے جو ''ویل للمصلین'' سے شروع ہوتی ہے اس میں ''یمنعون الماعون'' کی بڑی اہمیت ہے کہ خرابی ہے ایسے

حکایت

امیر المومنین مہدی نے ایک نیا محل تعمیر کروایا، خلیفہ نے فرمایا: کسی شخص کو اس محل کے نظارے سے منع نہ کیا جائے، اس لئے کہ ناظرین یا تو دوست ہوں گے یا دشمن، اگر دوست ہیں تو خوش و خرم ہوں گے اور ہمیں دوستوں کی خوش دلی مطلوب ہے، اور اگر دشمن ہیں تو رنج اٹھائیں گے اور ان کے دل پریشان ہوں گے اور ہر شخص کی یہی مراد ہوتی ہے کہ دشمن کو رنج پہنچے۔ نیز شاید وہ کوئی عیب ڈھونڈیں گے اور خلل کی بات بتائیں اور اس وقوف پانے پر اس خلل کا تدارک کیا جا سکے اور اس نقص کو دور کر دیا جائے۔ لوگ آتے گئے اور محل کا نظارہ کرتے گئے۔ ایک دن ایک فقیر آیا اور کہنے لگا: اس محل میں دو نقص ہیں، ایک یہ کہ وہ محل ہمیشہ نہ رہے گا اور دوسرا یہ کہ آپ (امیر المومنین مہدی) اس میں ہمیشہ نہ رہیں گے۔ مہدی اس بات سے اس قدر متاثر ہوا کہ وہ محل غرباء و فقراء کے لئے وقف کر دیا۔

نمازیوں کے لئے جو ادنیٰ سی برتنے کی چیز بھی دینے سے انکار کرتے ہیں بات نماز کی ہے اور تقاضا ہے ہر نمازی سے حسن سلوک کا، جس نماز کو دکھاوے یا ریاکاری پر اللہ تعالیٰ محمول فرمائے اسے قبول کیونکر فرمائے گا؟ کہ معاملہ بندوں کے حقوق کا ہے اور خالق کو اپنا ہر بندہ بہت پیارا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ریاکاری کے عبادت گزار کے لئے ہلاکت تباہی، بربادی کی ''وعید'' نہ سنائی جاتی۔ نمازیوں تو انفرادی عمل ہے لیکن اجتماعی شان اور خیر و برکت رکھتی ہے تاکہ اس نماز کی خیر و برکت سے اسلامی معاشرہ محروم نہ رہے ورنہ یہ عبادت الٹی اس کے گلے پڑ جائے گی۔ عبادت نہیں رہے گی کہ نماز صرف جسمانی حرکات و سکنات کا نام نہیں ہے وہ تو دل کا معاملہ ہے۔ نیت نیک نیتی کے ساتھ ہو تو مالک کی خوشنودی اور بندوں کی بھلائی کا جذبہ کارفرما ہوگا اور یہی ''صلوٰۃ'' کا ثمر اور ''اقامت صلوٰۃ'' کا مطلب ہوتا ہے ہماری روز مرہ زندگی عمل ہی سے عبارت ہے جو جو اچھا عمل کرے گا اچھا بدلہ پائے گا اور جو برا کرے گا برا نتیجہ دیکھے گا کہ دنیا دارالعمل ہے اور دار مکافات بھی اور ہر مومن سے نماز کی اقامت کا فریضہ (عمل صالح) کا تقاضا کرتا ہے اپنی محدود و مستعار زندگی پر غور کیجئے تو رات دن ہمارا معاملہ اپنے ہی جیسے انسانوں سے ہوتا ہے حاکم محکوم، مزدور کارخانے دار، والدین، اولاد و شوہر، بیوی، بھائی، بہن رشتہ دار اور پڑوسی دفتر اور گھر تفریحی مقامات اور جیل خانے مجرم اور قانون نافذ کرنے والے ادارے نیز طلبا و اساتذہ اور انتظامیہ کے افسران، افسر اعلیٰ سے لے کر چپراسی تک کا باہمی رشتہ و تعلق ہے ہر ایک کا مفاد دوسرے سے وابستہ ہے حکومت عوام کے بغیر قائم ہی نہیں ہو سکتی اور سخت آزمائش و امتحان کا مرحلہ ہوتا ہے، ہر قدم پر عمل کی کسوٹی پر ایمان کو جانچا اور پرکھا جاتا ہے۔ کوئی حاکم مطلق العنان نہیں بن سکتا اور کسی محکوم یا ماتحت پر ستم گری اور ظلم و جبر کی اجازت نہیں دی جا سکتی ہے۔ ہمارا ایمان قوی ہو تو ملک سے معاشرے سے رشوت اور ہر غلط راستہ ناجائز اور چور دروازہ بند کیا جا سکتا ہے۔ لیکن رونا تو اسی بات کا ہے کہ ہمارے ایمان اور عقیدہ و عمل میں تضاد ہے، ہماری گھریلو اور کاروباری زندگی میں اخلاقی اقدار بدل جایا کرتی ہیں، کسی بین الاقوامی سطح کی کمپنی کا ایم ڈی اپنی پرسنل سیکریٹری خاتون سے مسکرا کر بات کرے گا اس کو دیکھ کر جب وہ ''گڈ مارننگ سر'' کہے گی تو کھل اٹھے گا اور پوری نرم خوئی و خندہ پیشانی کے ساتھ سارا دن دفتر میں اسی سے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتا رہے گا اور یہی ایم ڈی جب گھر واپس جاتا ہے تو بیوی اور بچوں پر اس کی سخت گیری سے لرزہ طاری ہو جاتا ہے، پولیس والوں کو رشوت جس دن نہ مل سکے اس دن گھر والوں کے لئے قیامت کا منظر ہوتا ہے۔ کاروبار میں نقصان ہو تو شوہر نامدار اس کا غصہ گھر پر اتارتے ہیں، بیوی کے عزیز رشتہ دار مل جائیں تو وہ بھی نشانہ بن سکتے ہیں، یہ ضروری

نجات نہ پانے والا چہرہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر انسان چالیس سال کی عمر تک پہنچ کر بھی گناہ نہ چھوڑے اور اپنی سرکشی سے تائب نہ ہو تو شیطان اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرتا ہے اور کہتا ہے کہ نجات نہ پانے والے چہرہ پر میں فدا ہوں۔

نہیں کہ سبھی لوگ ایسے ہوں لیکن ہمارے معاشرے میں اکثریت ایسی ہی ملے گی، عیاشی کا ہر راستہ مردوں پر کھلا ہے، خواتین اگر ملازمت کرتی ہیں تو وہی مصیبت آتی ہے۔ بعض گھرانے ایسے بھی ہیں جہاں والدین اور بیوی بچوں سے حسن سلوک کیا جاتا ہے اور وہ پڑوسی کا حق بھی جانتے ہیں اس لئے ان کے گھر رحمت خداوندی اور امن وسکون کا گہوارا نظر آتا ہے، نوکر چاکر تک خوش اور دعا گو رہتے ہیں، یتیموں کے ساتھ حسن سلوک روا رکھا جاتا ہے، شرک وبدعت سے اجتناب کیا جاتا ہے اور ہر شخص سے اسی عمر، مرتبہ اور عقل کے لحاظ سے حسن سلوک ہو تو اس کی اصل اور بنیادی شرط نرم خوئی، عفو ودرگزر اور خندہ پیشانی ہوا کرتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ایک شخص مالدار ہو اور اس کی سخاوت کی بھی شہرت دور دور تک پھیلی ہو لیکن ضروری نہیں کہ وہ خوش اخلاق بھی ہو اور کسی آزمائش کا شکار نہ ہو یاد رکھنا چاہئے کہ حرام کی کمائی سے خیر وبرکت اٹھالی جاتی ہے اور ہمارے بزعم خود اسلامی معاشرے میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ ناجائز دولت کمانے والے گھرانے ''عافیت'' کی نعمت سے محروم ہیں۔ عافیت ایک جامع لفظ ہے جو جسمانی صحت، ذہنی سکون بیوی بچوں اور والدین کی سلامتی اور ذرائع آمدنی خواہ معتدل ومحدود ہی کیوں نہ ہوں۔ چنانچہ ایک حد درجہ دولت مند شخص عافیت سے محروم ہوسکتا ہے اور ایک محدود اور جائز آمدنی والا شخص قناعت وایمان اور خوش اخلاقی وحسن سلوک کے باعث عافیت وامن کے ساتھ پرسکون زندگی گزار سکتا ہے۔ ہم جو بار بار حسن سلوک پر زور دے رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم خواہ کم تعلیم یافتہ اور محدود آمدنی کے مالک ہوں اور دوسرا شخص لامحدود ذرائع ووسائل رکھتا ہو بڑا اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو لیکن اس کا سلوک اللہ کے بندوں سے اچھا نہ ہو تو اسے کسی کی دعا نہیں ملے گی بلکہ اس کی اپنی دعا سے بھی اثر رخصت ہو جائے گا جو شخص صرف اپنی بھلائی، اپنی ترقی؛ اپنی خیر کا خواہاں ہو اور دوسروں پر خیر وعافیت کے دروازے بند کرنا پسند کرتا ہو وہ کبھی خوش اور مطمئن نہیں رہ سکتا اگرچہ بظاہر وہ کتنا ہی خوش اور صحت مند نظر آئے خواب آور دوا کے بغیر سو نہیں سکتا، ہر وقت دل کو دھڑکن کے ساتھ نقصان کا دھڑکا بھی لگا رہتا ہے۔

بعض لوگ بڑے مہربان اور سخی مشہور ہوتے ہیں اور واقعی وہ رشتہ داروں سے لے کر غیروں تک کسی کو تعلیم دلاتے کسی کو ملازمت دیتے کسی کی شادی کراتے اور اچھے خاصے سماجی کارکن بھی ہوتے ہیں لیکن یہ ساری نیکیاں یا تو اپنی کسی غرض سے ہوتی ہیں اور یا پھر احسان مند کو احسان جتا کر اسے شرمندہ کرنے کی خاطر، تو ایسی نیکی اور سلوک کا کوئی اجر نہ تو اللہ پاک دے گا اور نہ احسان مند کے دل سے اس کے حق میں دعائیں نکلیں گی، ایسی نیکی سے تو اچھا ہے کہ احسان نہ کیا جائے ورنہ نیکی تو یہ بھی ہے کہ آپ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرلیں اور اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نہ نکالیں جو کسی کی دل آزاری کا باعث ہو کہ اللہ کے رسول نے ایسی بری زبان والے کے بارے میں فرمایا:

''اللہ کی بدترین مخلوق وہ شخص ہے
جس کی زبان کے شر سے بچنے کے لئے
لوگ اس سے دور بھاگیں۔''

اسی طرح آپ نے ایک بداخلاق اور ایک خوش اخلاق مومن کی ایسی خوبصورت مثال دی جو آپ ہی کی پیغمبرانہ فصاحت وبلاغت کا حصہ ہے۔

ارشاد ہوا:

''خوش اخلاق مومن کسی عطر فروش کی دکان کی طرح ہے کہ تم اگر عطر نہ بھی لو تب بھی اس کی دکان سے جو خوشبو ملے گی وہ تمہاری مشام جاں کو معطر رکھے گی اور بداخلاق مومن کی مثال لوہار کی بھٹی کی سی ہے کہ خواہ تم کو اس سے کوئی کام نہ ہو بلکہ اس کے قریب سے گزرنا پڑے تو اس کی بھٹی سے کوئی نہ کوئی چنگاری اڑ کر تمہارا دامن جلا سکتی ہے۔''

یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری کوئی خاتون لاکھ پردہ نشین، تعلیم یافتہ اور دولت مند کیوں نہ ہو اور نماز، روزہ کی پابند بھی ہو اگر اس کی زبان خراب ہو۔ غیبت، طعنہ زنی، ملامت، عیب جوئی، حسد اور بدکلامی سے باز نہ آتی ہو تو وہ اللہ کے رسول کے فیصلہ کے مطابق دوزخ میں جائے گی دنیا میں بھی کون اس سے ملنا یا رشتہ کرنا پسند کرے گا۔

کاش! ہم قرآنی آیات کو صرف شاہراہوں پر آویزاں کر کے مطمئن نہ ہوں بلکہ اپنی ذاتی اور اجتماعی گھریلو اور کاروباری زندگی میں قرآنی اخلاق پر عمل پیرا بھی ہو جائیں۔ دیواروں پر اخلاق سوز اشتہارات چسپاں کرنا قرآنی اخلاق کی سراسر خلاف ورزی ہے۔

☆☆.........☆☆

قرآن پاک کے شفائی اثرات

حضرت مولانا سید محمد احسن بہاریؒ

فی زمانہ جہاں دین کے اور کاموں میں یوماً فیوماً تنزل وانحطاط ہے وہاں اس امر میں بھی انحطاط و کمی ہے کہ جس طرح اہلِ اسلام کا تمسک قرآن پاک اور حدیث نبوی سے کم ہوتا جاتا ہے، اسی طرح ادعیہ اور تعویذ وغیرہ میں بھی قرآن پاک سے تمسک فی زمانہ کم ہے، حالانکہ متقدمین صحابہ، تابعین، تبع تابعین وغیرہ ہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات کو دیکھئے تو قرآن پاک و حدیث شریف کے سوا اور کوئی چیز ان کے عمل درآمد میں نہ تھی، وہ اپنے دینی مسائل، تمدن و طرز معاشرت، مصیبت و آفت ہر قسم کی ضرورت میں انہیں سے فائدہ اٹھاتے تھے، اس کے علاوہ خود خداوند قدوس و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ”تم سب حبل اللہ کی رسی کو مضبوط تھامے رہو۔“

معالم التنزیل میں امام بغویؒ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا ہے۔ قتادہ اور سدی نے فرمایا کہ: حبل اللہ سے مراد قرآن پاک ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حبل اللہ، قرآن پاک ہے اور قرآن نور روشن ہے اور شفائے نافع ہے، جس نے اس پر عمل درآمد رکھا، اس کے لئے قوت اور جس نے اس کی پیروی کی اس کے لئے نجات ہے۔

(معالم التنزیل ص:۵۸)

حدیث شریف میں بھی اس کے بارے میں بہت کچھ ہدایت آئی ہے:

ابن قانع رضی اللہ عنہ ایک غنوی شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شفا چاہو اس چیز سے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس کی حمد کی قبل اسکے کہ اپنے خلق کی تعریف بیان کرے اور شفا چاہو اس چیز سے جس کے ساتھ اللہ نے اپنے نفس کی مدح کی، ہم لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد پس جس شخص کو قرآن نے شفا نہ دی اس کو خدا شفا نہ دے گا۔

(خزینۃ الاسرار/سید حقی نازلی)

☆...... حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ فرماتے تھے: دواؤں میں عمدہ دوا قرآن پاک ہے۔

☆...... واثلۃ ابن الاسقع روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درد گلو کی شکایت کی، آپؐ نے فرمایا: تم قرآن پڑھو اور فرمایا کہ قرآن شفا ہے۔ (کنزالعمال وخزینہ)

☆...... ابن مردویہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آئے اور شکایت کی کہ میرے سینے میں کچھ درد ہے، آپؐ نے فرمایا قرآن پڑھو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قرآن سینے کی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ (خزینہ: ۶۷)

☆...... ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تمہارے پاس دو شفا کی چیزیں ہیں: قرآن اور شہد۔

(ابن ماجہ)

☆...... ارشاد نبویؐ ہے: قرآن سے تبرک حاصل کرو، کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے۔ (کنزالعمال)

آیت پاک اور ان تمام احادیث سے اس امر کی ہدایت اچھی طرح ثابت ہوگئی کہ مسلمانوں کو اپنی ہر حاجت، بیماری وغیرہ میں (ظاہری اسباب اور دوا وغیرہ کے ساتھ) کلام خداوندی یعنی قرآن پاک سے شفا چاہنا اور اس پر عمل درآمد رکھنا نہایت ضروری ہے اور اتباع سنت اسی میں ہے۔

اب یہاں بعض سورتوں اور آیات کے شفا بخش خواص ذکر کئے جاتے ہیں:

بسم اللہ شریف:

☆...... جامع صغیر کی شرح کبیر میں مناوی نے لکھا ہے کہ مروی ہے جب بسم اللہ شریف نازل ہوئی، تو اس کی ہیبت نزول سے پہاڑ لرزش میں آگئے۔

☆...... رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس دعا کے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہو وہ قبول ہوتی ہے۔

☆...... مروی ہے کہ بادشاہ روم نے جو نصرانی تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا مجھے درد سر ایسا رہتا ہے کہ کبھی افاقہ نہیں ہوتا، کوئی دوا مجھے بھیج دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے ایک ٹوپی اس کے پاس بھیج دی، جب وہ اس ٹوپی کو سر پر رکھتا تو درد سر تھم جاتا اور جب اتار دیتا تو پھر ہونے لگتا، اس پر اس کو تعجب ہوا، ٹوپی کو ادھیڑ

کر دیکھا تو اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا پایا، بولا کہ اچھا دین ہے، جس کی ایک آیت سے اللہ نے مجھے شفا دی۔

☆...... یہ بھی مروی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر زہر قاتل پی لیا اور کچھ اثر نہ ہوا، کفار جو زہر لائے تھے ان کو دیکھ کر مسلمان ہوگئے۔

☆...... اور منقول ہے کہ فقیہ احمد مازائی کو بخار شدید لاحق ہوا، انہوں نے اپنے استاد حضرت عمرو بن سعید سے جو ان کے گھر تشریف لائے تھے، حال بیان کیا انہوں نے ایک تعویذ لکھا اور کہا: اسے کھول کر نہ دیکھنا، کہتے ہیں کہ وہ تعویذ میں نے باندھ لیا فوراً بخار جاتا رہا، اس کے بعد میں نے تعویذ کھول کر دیکھا تو اس میں بسم اللہ کے سوا کچھ نہ لکھا تھا، میں سمجھا تھا کہ کوئی عجیب وغریب نئی دعا ہوگی، بسم اللہ کو کثرت استعمال کے سبب ایسا عجیب الاثر نہ سمجھا، مجھے پھر بخار آ گیا اور اس تعویذ نے اثر نہ کیا، حضرت استاد کے پاس پھر گیا اور حال بیان کیا، انہوں نے کہا کہ تم نے تعویذ کھول کر دیکھا ہوگا؟ میں نے کہا: ہاں! انہوں نے اور تعویذ لکھ کر اپنے ہاتھ سے باندھ دیا اور کہا کہ اس تعویذ کو نہ دیکھنا، میرا بخار اسی وقت جاتا رہا، چند روز بعد میں نے اس تعویذ کو بھی کھول کر دیکھا، اس میں بھی بسم اللہ کے سوا کچھ نہ تھا، تب اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت میرے دل میں آئی اور میں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی بزرگی کا اقرار کیا۔

☆...... اور جماعت اہل اللہ سے منقول ہے کہ جو کوئی بسم اللہ پڑھا کرتا ہے وہ بفضلہٖ جہنم میں نہ جائے گا۔

☆...... بعض صالحین سے مروی ہے کہ جو کوئی بسم اللہ کو چھ سو پچیس مرتبہ لکھ کر اپنے پاس رکھے تو حق تعالیٰ شانہ اس کو جامۂ ہیبت وعظمت پہنائے یعنی وہ عظیم القدر ہوگا اور کوئی اس بات پر قادر نہ ہوگا کہ اس کو بدی اور برائی پہنچا سکے۔

☆...... مجرب ہے بندۂ مومن جس شے پر بسم اللہ پڑھے گا، اس میں برکت ہوگی اور جو کوئی جس مطلب اور مقصود کے واسطے بسم اللہ پڑھے گا وہ کیسا ہی دشوار ہو بر آئے گا۔

☆...... اور خواص بسم اللہ سے یہ ہے کہ جو کوئی اس کو سات سو چھیاسی بار پانی پر پڑھ کر جس کو چاہے پلائے اس کو محبت شدید ہوگی۔

☆...... اور بعض خواص بسم اللہ سے یہ ہے کہ جس عورت کی اولاد زندہ نہ رہتی ہو اس کو اکسٹھ بار لکھ کر اپنے پاس بطور تعویذ کے رکھے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی اولاد زندہ وصحیح رہے۔

☆...... اور جو کوئی بسم اللہ کو سو مرتبہ لکھ کر اپنے کھیت میں دفن کردے تو تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا اور موجب سرسبزی زراعت وافزونی غلہ اور باعث حصول برکت ہوگا۔

اور جو کوئی بسم اللہ کو اکیس بار لکھ کر درد سر والے کے گردن یا سر میں لٹکائے تو اسے نفع ہو۔

(مجربات دیربی)

سورۂ فاتحہ:

☆...... حاکم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ مجھ کو عرش کے نیچے سے عطا ہوئی اور مسلم ونسائی میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ انہوں نے ایک آواز اوپر سے سنی، سر اٹھایا اور کہا کہ یہ آواز والا ایک فرشتہ ہے کہ جو آج کے سوا کبھی زمین پر نہیں اترا، اس فرشتے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور کہا کہ دو نوروں کا مژدہ لیجئے جو آپ کو دیئے گئے (یعنی دو سورتیں اپنے پڑھنے والوں کے لئے قیامت کو نور ہوں گی اور راہ کی آفتوں سے بچائیں گی) اور آپ سے پہلے کسی نبی کو وہ نور نہیں دیا گیا، ایک ان میں سے سورۂ فاتحہ اور دوسرا خاتمہ سورۂ بقرہ۔ (حصن حصین)

☆...... ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ کفایت کرتی ہے ہر اس چیز سے جو قرآن بھر میں ہے۔ (تفسیر عزیزی)

☆...... ترمذی شریف میں ہے کہ اس سورۃ کو بچھو کاٹے ہوئے شخص پر سات بار پڑھ کر جھاڑے انشاء اللہ شفا ہوگی۔ (حصن حصین)

☆...... ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ جو علیل ہوئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مغموم ہوئے اس وقت حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی فرمائی کہ اس سورۃ کو پڑھیں جس میں حرف فا نہیں (یعنی سورۂ فاتحہ) اس کو ایک کوزہ پر آب پر چالیس بار پڑھیں اور اس پانی سے حسین رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور سر، منہ، سارا بدن ظاہر وباطن آگے پیچھے سے دھوئیں، خداوند قدوس اس کو ہر بیماری سے شفائے کلی عطا کرے گا۔

☆...... اور جس نے کسی کو سورۂ فاتحہ ایک پاک برتن میں لکھ کر اور پانی سے دھوکر پلادے اس کا نسیان زائل ہو۔

☆...... اور جو کوئی سورۂ فاتحہ درمیان سنت و فرض صبح کے، اکتالیس بار پڑھ کر درد چشم والے پر دم کرے تو بہت جلد شفا ہو اور اگر پڑھنے کے بعد منہ کا تھوک بھی لگائے تو آنکھ کی بیماری کو بہت نفع پہنچائے، بارہا آزمودہ اور مجرب ہے۔ واللہ اعلم۔

(مجربات دیربی)

☆...... یہ سورۃ مرگی کے لئے بھی مفید ہے جیسا کہ ایک صحابی سے منقول ہے کہ وہ ایک مرگی

والے پر گزرے اور اس سورۃ کو پڑھ کر اس پر دم کیا اس نے شفا پائی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سب آسمانی کتابوں کی جز قرآن مجید ہے اور قرآن مجید کی جز سورۃ فاتحہ ہے، پس جس وقت تو بیمار ہو تو چاہئے کہ قرآن کی جز یعنی سورۃ فاتحہ کے ساتھ التجا اور شفا حاصل کر۔

☆...... یہ بھی صحاح ستہ میں وارد ہے کہ اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سانپ، بچھو کے کاٹے ہوئے اور مرگی و جنون والے شخص کو اس سورۃ کے ساتھ جھاڑتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو جائز رکھا۔

☆...... دارقطنی اور ابن عساکر مناسب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ سے جھاڑا اور پڑھنے کے بعد لعاب دہن بھی درد کی جگہ مل دیا۔

☆...... بیہقی نے شعب الایمان میں اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ ہر بیماری کی دوا ہے۔

☆...... بزاز نے اپنی مسند میں انس بن مالک سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی سونے کے وقت سورۃ فاتحہ اور سورۃ قل ھو اللہ احد پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے وہ موت کے سوا ہر بلا سے محفوظ رہے۔

☆...... ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں بیان کیا ہے کہ جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اس سورۃ کو پڑھ کر اپنی حاجت کے لئے دعا کرے انشاء اللہ اس کی حاجت برآئے گی۔

☆...... ثعلبی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور درد گردہ کی شکایت کی تو انہوں نے کہا کہ تو اساس قرآن (سورۃ فاتحہ) کو پڑھ کر درد کی جگہ پر دم کردے۔

☆...... جادو کئے ہوئے شخص کو پانی پر دم کر کے پلائے مجرب ہے۔

☆...... چینی کی طشتری میں گلاب و مشک و زعفران سے لکھ کر اور دھو کر پرانی بیماریوں کے لئے چالیس دن تک پلائیں۔

☆...... دانت کے درد کے لئے اور درد سر، درد شکم کے لئے اور ان کے سوا ہر قسم کے درد کے واسطے سات مرتبہ پڑھ کر دم کرنا بھی مجرب ہے۔ (تفسیر عزیزی)

☆...... قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اپنے پیرومرشد کے ساتھ سفر میں تھا، چلتے چلتے ایک ندی کے کنارے پہنچے، وہاں کشتی نہ تھی جو اس پار جائیں، حضرت شیخ نے فرمایا کہ آنکھیں بند کر، میں نے بند کرلیں اور پھر اپنے آپ کو اور حضرت شیخ کو اس پار پایا، میں نے عرض کیا ہم کیونکر یہاں پہنچے ارشاد فرمایا کہ پانچ بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر پانی پر قدم رکھتا تھا، اے معین الدین! جو کوئی سورۃ فاتحہ کو کسی مہم اور حاجت کے واسطے صدق دل سے پڑھے اگر وہ حاجت نہ برآئے تو میرا گریبان پکڑے، اور فرمایا کہ آثار مشائخ طبقات میں اس درویش نے لکھا دیکھا ہے کہ سورۃ فاتحہ حصول مرادات کے واسطے بکثرت پڑھنا چاہئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کو کوئی مہم پیش آئے، اس سورۃ کو اس طرح عمل میں لائے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے میم آخر کو الحمد کے لام سے کسرہ کے ساتھ ملائے اور جب ولا الضالین پر پہنچے تین بار آمین کہے، اللہ تعالیٰ مشکل آسان کردے گا پھر اس موقع پر فرمایا کہ ایک مرتبہ سلطان ہارون الرشید نوراللہ مرقدہ دو برس کسی مرض میں مبتلا رہا، اطباء علاج سے دست بردار ہوئے، سلطان نے وزیر کو خواجہ فضیل بن عیاضؒ کی طرف روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ یہاں قدم رنجہ فرمائیں وزیر نے خدمت میں حاضر ہوکر پیغام عرض کیا، خواجہؒ اٹھے اور ہارونؒ کے پاس پہنچے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اکیس بار سورۃ فاتحہ پڑھی اور دم کردیا، اسی دم صحت پائی۔ (مشاہدات معین)

(جاری ہے)

لڑکیوں کی پرورش کی فضیلت

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کے اخراجات برداشت کئے اور ان کو ادب سکھایا اور رحم وشفقت کا برتاؤ کیا، یہاں تک کہ وہ اس کے خرچ سے بے نیاز ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت واجب فرمادیں گے۔

ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر دو لڑکیاں یا دو بہنیں ہوں جن کی پرورش کی ہو تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا: ''اس کے لئے بھی یہی فضیلت ہے'' راوی کہتے ہیں کہ اگر ایک لڑکی کے بارے میں سوال کیا جاتا تو آپ ایک کے لئے بھی یہی فضیلت بتاتے۔ (مشکوٰۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ تم اپنی لڑکی پر خرچ کرو، جو طلاق کی وجہ یا بیوہ ہوکر تمہارے پاس (شوہر کے گھر سے) واپس آگئی کہ تمہارے علاوہ کوئی اس کے لئے کمائی کرنے والا نہیں ہے۔ (مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی)

قادیانیوں کی اسلام دشمنیاں

ایک حقیقت پسندانہ جائزہ اور بے لاگ تجزیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق مدظلہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد!

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ: بنی اسرائیل کی (قیادت) اور سیادت خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے جب کوئی نبی دنیا سے وصال کر جاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔''

(صحیح بخاری)

عظمت ختم نبوت

محترم سامعین! کئی ہفتوں سے ختم نبوت کی اہمیت، عظمت اور اس ایمانی عقیدہ پر دشمنوں کے حملوں، سازشوں اور کفر کے علمبرداروں اور لادین عناصر کی سرپرستی کے واقعات صراحتاً واشارتاً بیان کرنے کی کوشش کر رہا ہوں، اسی طرح ہر دور میں جب اس مسئلہ کے سلسلہ میں امت محمدی کو للکارا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مسعود کے دور سے لے کر آج تک الحمدللہ حضورؐ کے عاشق و پروانوں نے دیوانہ وار میدانوں میں نکل کر ان کی قوت، طاقت اور جھوٹے دعوؤں کو اپنی غیرت ایمانی اور عشق رسول کے اسلحہ سے پاش پاش کر دیا۔ مختلف ادوار میں اس بے دین مدعیان نبوت کے خلاف تحریکیں چلیں، حتیٰ کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک نے تو فتنہ قادیانیت کی رہی سہی کسر بھی پوری کر کے مرزائیت کی کمر توڑ ڈالی۔

حکومتی جبر واستبداد

تحریک کو کچلنے کے لئے حکومت وقت نے جبر واستبداد کے تمام حربے استعمال کئے، مرکز میں وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین اور گورنر جنرل غلام محمد سے لے کر آخر تک اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھے ہر فرد نے تحریک ختم نبوت کی مخالفت اور ناموس رسالت پر جان قربان کرنے والے پروانوں پر ظلم و جبر کر کے اپنی آخرت کو برباد کیا۔ جو لوگ ختم نبوت کے منکر تھے وہ تو سب امت کو معلوم ہوئے مگر اس تحریک کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ جو لیڈران، سیاستدان، افسر شاہی اور صحافی وغیرہ زبان سے اپنے آپ کو عاشق رسول کا ورد کرتے نہ تھکتے تھے مگر عقیدۂ ختم نبوت کے لئے سروں پر کفن باندھ کر میدان کارزار میں آنے والے ہزاروں لوگوں کو گولیوں کا نشانہ بنانے، جیلوں میں ڈالنے اور ان پر سختیوں سے ان اقتدار کے عاشقوں، دولت کے پجاریوں اور غیروں کے اشاروں پر ناچنے والوں کے منافقانہ کردار کو پاکستان کے غیور مسلمانوں کے سامنے ننگا کر دیا۔ یہ سارے جو اپنے آپ کو مسلمانوں کے قائدین، وزیر اعظم، گورنر جنرل، بیوروکریٹ، بعض اخبارات و جرائد کے دانشور تحریک ختم نبوت کی نہ صرف حمایت بلکہ اقتدار کے محلات میں بیٹھے عہدیدار قادیانی جماعت کو اقلیت قرار دے سکتے تھے، مگر یہ بدبخت اللہ کے ہاں عظیم رتبہ حاصل کرنے سے محروم رہے اور دنیاوی، فانی اور جلد ختم ہونے والے فوائد کو دائمی اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے انعامات جو جنت کی صورت میں ملنے تھے پر ترجیح دی۔ تشدد کے ساتھ ساتھ مجلس عمل کے تمام قائدین خواہ وہ صوبوں کی سطح کے تھے یا ضلع، تحصیل اور گاؤں میں قیادت کر رہے تھے سب کو پابند سلاسل کر دیا۔ وقتی طور پر تحریک، جسے بعض حضرات ناکامی سے تعبیر کرتے ہیں مگر میں اسے ناکامی کی بجائے ۱۹۷۴ء میں تحریک کی کامیابی کا مقدمہ اور پیش خیمہ سمجھتا ہوں۔

امیر شریعت کا ارشاد

یہی وہ وقت تھا جب امیر شریعت، خطیب ملت اور قادیانیوں کے لئے سیف عریاں حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا کہ ''اس تحریک کے ذریعے میں ایٹم بم نصب کر رہا ہوں، جو اپنے وقت پر پھٹے گا'' اس مرد قلندر کی یہ پیشینگوئی درست ثابت ہوئی جس کا ذکر تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے ضمن میں کروں گا۔ ۱۹۵۳ء کی بظاہر کمزوری سے عاشقان ختم نبوت کا جوش وجذبہ سرد ہوا نہ عزم وہمت میں کمی آئی بلکہ قادیانیت اور قادیانیوں سے نفرت میں مزید پختگی آئی۔ تحریکوں کے ساتھ ساتھ علماء حق نے کوئی ایسا موقع اور میدان خالی نہ چھوڑا جس میں ان کا تعاقب کر کے شکست سے دوچار نہ کیا ہو، حتیٰ کہ عدالتی میدانوں میں بھی مقدمات دائر کر کے اس جھوٹے مدعی نبوت کے دعوؤں کے پرخچے اڑا کر ان کے عقائد و ناپاک ارادوں کے جعلی ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ ان مقدمات میں ایک مقدمہ

بہاولپور بھی ہے جو ۱۹۲۶ء سے اب تک شہرہ آفاق حیثیت حاصل کرکے اب تک علماء نے اس کی تشریح و توضیح پر کئی رسائل لکھے۔

مقدمہ بہاولپور میں اکابر کا کردار

بہاولپور کی عدالت میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا مقدمہ دائر کردیا گیا۔ مدعی کی معاونت اور کیس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اپنے وقت کے ممتاز عالم دین، محدث کبیر، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع اور دیگر اکابر علمائے دیوبند نے دور دراز کا سفر کرکے اپنا اہم دینی فریضہ جانتے ہوئے بہاولپور پہنچ کر ختم نبوت کے حامی وکلاء اور عدالت کی معاونت کی۔ ان کے زوردار، حقائق پر مبنی دلائل کے سامنے باطل کے حامی اور ان کے دلائل ہباءً منثوراً کی طرح ہوا میں اڑ گئے۔ مقدمہ طویل عرصہ یعنی ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۶ء تک جاری رہا۔ آخر کار کیس کا فیصلہ کرنے والے جج نے اپنے منصب اور عدل کی عظمت اور وقار کو چار چاند لگاتے ہوئے مرزائیت پر کفر کی مہر لگا کر اس فتنہ پر کاری ضرب لگائی، بعد میں سپریم کورٹ نے قادیانیوں کے اقلیت فرقہ ہونے کا جو فیصلہ دیا، اس کے بنیادی نکات یہی بہاولپور کیس کے حوالے تھے۔ مرزائیت کے بارہ میں یہ فیصلہ صرف ملکی عدالتوں تک محدود نہ رہا بلکہ ماریشس کی عدالتوں نے بھی اس گمراہ فرقہ کو اسلام سے خارج قرار دینے کے کئی فیصلے کئے۔ ۱۹۵۸ء میں اسلامی دنیا کی مشہور یونیورسٹی جامعہ ازہر نے بھی مرزائیوں کے غیر مسلم اقلیتی فرقہ ہونے کا فتویٰ صادر کردیا۔

سازشوں کا خاتمہ

معزز حضرات! بات ہورہی تھی ۱۹۵۳ء کی تحریک کے آخری مراحل کی، جیسے کہ پہلے عرض کرچکا ہوں، خواجہ ناظم الدین اور ممتاز دولتانہ نے یہ سمجھا کہ تحریک ان کے اقتدار کے خاتمہ کے لئے ہے جبکہ اس جدوجہد کی غرض قطعاً یہ نہ تھی بلکہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دے کر مملکت پاکستان میں خصوصاً اور باقی اسلامی دنیا میں ان کی سازشوں اور اسلام دشمنی کا خاتمہ تھا۔ اقتدار کے نشے میں ارباب حکومت نے تحریک کو ختم کرنے کے لئے بے دریغ طاقت استعمال کی، بہر حال کچھ عرصہ بعد جب ختم نبوت کے راہنما جیلوں سے رہا ہوئے، انہوں نے تحریک کو از سر نو تبلیغی انداز میں منظم کردیا اور ایک دن وہ مرحلہ بھی آیا، جب ۱۹۷۳ء میں آزاد کشمیر اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر عاشقان ختم نبوت کے عزم و ہمت کو مزید حوصلہ دیا، مسلمانوں کو اندازہ ہوا کہ ظلم و جبر، قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کا دور اپنی آخری ہچکیوں کے مراحل میں ہے۔ ختم نبوت کے متوالوں کی دینی خوشی کا وقت اب بہت دور کی بات نہیں، دوسری طرف قادیانیوں کے رویہ اور لب و لہجہ میں کوئی تبدیلی نہ آئی، وجہ یہ کہ انہوں نے اسلام دشمنوں کے آلہ کار اور لونڈی کی حیثیت سے اسلام کے خلاف کام کرنے کے لئے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے تھے۔ جہاں دولت کا استعمال ان کی نظر میں کارآمد ہوتا۔ غربت کے شکار مسلمانوں کو اس لالچ میں پھنسانے کی کوشش کرتے، ایک صحیح العقیدہ مسلمان کو اپنے جھوٹے مسیلمہ کذاب کی نبوت پر آمادہ کرنے کے لئے اپنی حسیناؤں کو بھی ان کے عقد نکاح میں دینے کا حربہ استعمال کرتے نوکر شاہی اور بڑے بڑے عہدوں پر فائز بیوروکریٹ، مادہ پرست، مغربی تہذیب کے پجاریوں اور اپنے کو روشن خیال کہلوانے والے جدت پسند، جدید مغربی تعلیم و تہذیب کے حامل افراد کو مرزائیوں نے اپنا ہم پیالہ و مشرب بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، ان لوگوں میں اکثریت ایسے افراد کی تھی جو پاکستان میں عوامی، اسلامی، اعلیٰ اخلاقی کردار اور قومی تقاضوں اور جس کلمہ کے نام پر برصغیر پاک و ہند کے لاکھوں مسلمانوں نے آگ و خون کی ہولی برداشت کرکے مملکت خداداد حاصل کی اس سے انکاری تھے، ان کے آغوش میں چلے جاتے۔

پاکستان کا نظریہ اساس

محترم سامعین! یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ جو ٹکڑا زمین ہم کو اس وعدہ پر رب کائنات نے دیا کہ یہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے والوں کا مرکز اور شریعت مطہرہ کے نفاذ کا خطہ ہوگا، آج اسی ملک کے کئی اپنے آپ کو تعلیم یافتہ اور دانشور سمجھنے والے بہانگ دہل زبان و قلم سے کہہ رہے ہیں کہ یہ خطہ زمین اسلام کے نام پر حاصل نہیں کیا گیا، حالانکہ تحریک پاکستان کی صفوں میں شامل ہر مرد و زن کا یہی نعرہ تھا کہ "پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ" ان کی آرزو یہ ہے کہ یہ ملک اور اس کا آئین و نظام لبرل ہو، جس کا جو عقیدہ اور خرافات پر مبنی قول و فعل ہو، قرآن و حدیث کی جو من پسند تعبیر و تشریح کرے، پھر بھی وہ مسلمان ہے، گویا اسلام اور مسلمانی اس کے گھر کی لونڈی ہے، بغیر کسی قدغن، شتر بے مہار کی طرح (نعوذ باللہ) اسلام کی تعلیمات و تعبیرات کی اپنے خواہشات اور عقائد کے مطابق جو تشریح کرے، اس کے لئے جائز ہے، یہی وہ طبقہ ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کے عقل و دانش سے خالی اور واہیات سے بھرے دلائل سے بھی جلد متاثر ہوکر ان کا حامی بن جاتا ہے۔

قادیانی پاکستان کا دشمن

حالانکہ یہی ٹولہ خبیثہ جس طرح اسلام کا وفادار نہیں، اسی طرح تعمیر پاکستان میں بھی ان کا کردار مشکوک اور مخالفانہ رہا، انہوں نے کبھی پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ قادیانیوں کے ایک سربراہ مرزا طاہر کے باپ نے مرنے سے پہلے پیشینگوئی کے طور

پر یہ زہر اگلا کہ ''ہندوستان کی تقسیم عارضی ہے ایک وقت آنے والا ہے کہ یہ دونوں ملک پھر ایک ہوکر اکھنڈ بھارت کی صورت اختیار کرلیں گے۔'' مرتے وقت مرزا بشیر الدین نے جو اپنے آپ کو خلیفہ دوم سمجھتے تھے، وصیت کی کہ ''مجھے اور میرے اہل خانہ کو ربوہ میں عارضی طور پر دفن کیا جائے، جب حالات مناسب اور درست شکل اختیار کرلیں تو ان کی لاشوں کو بھارت لے جاکر دفن کیا جائے۔''

مسئلہ کشمیر میں قادیانیوں کی سازش

مقبوضہ کشمیر جو ساٹھ دہائیوں سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود بھی پاک بھارت کے لئے ایک عقدہ لاینحل کئی لاکھ شہادتوں، وجہ نزاع اور جنگوں کا سبب بنا ہے، انہی مرزائیوں کی سازش کی وجہ سے پاکستان کے ہاتھوں سے نکل کر ہندوؤں نے مسلمانوں کا قتل گاہ بنایا ہوا ہے۔ ضلع گورداسپور کے پاکستان میں شامل ہونے کے سوال پر مرزائیوں نے مسلمانوں کی مخالفت کی، گورداسپور بھارت کے قبضہ میں آکر ہندوؤں کو کشمیر میں داخل ہونے کا راستہ ملا جو آج تک غیر قانونی، غیر اخلاقی طور پر بھارت کے شکنجہ میں پھنسا ہوا ہے، جہاں مسلمان آئے روز مظالم کی چکی میں پسے جارہے ہیں۔ یہ ظلم عظیم بھی مسلمانوں اور پاکستان سے عالمی استعماری قوتوں نے قادیانیوں کے ذریعہ کیا۔

معزز حضرات! یہ ناپاک طبقہ بیک وقت کئی کفریہ طاقتوں کا آلۂ کار ہونے کی حیثیت سے مسلم دنیا کے عقائد و افکار کو نہ صرف سبوتاژ کرنے میں مصروف ہے بلکہ پاکستان جیسے اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والے ملک کی سلامتی کو پارہ پارہ کرنے کے بھی درپے ہے۔

ایثار

حضرت علیؓ کی سخاوت یہاں تک تھی کہ خود فاقہ کشی کرکے غرباء کی امداد فرماتے، ایک روز محنت مزدوری کرکے آپ دو درہم لے کر شام کو گھر پہنچے تو دروازے پر ایک سائل کھڑا تھا، آپ نے دو درہم میں سے ایک سائل کو دیا، سائل نے بہت غور کے ساتھ اس کو جانچا۔ ایک شخص نے کہا کہ کیا تم نے کوئی چیز فروخت کی ہے جو اس قدر جانچ پرکھ رہے ہو؟ اس نے کہا: ہاں میں نے اپنی آبرو فروخت کی ہے۔ آپؓ نے سن کر دوسرا درہم بھی اس کو دے دیا اور معذرت چاہی کہ میں آبرو کی پوری قیمت نہیں ادا کرسکا۔ تین روز متواتر ایسا ہی واقعہ پیش آتا رہا کہ مشقت کرکے جو کچھ لاتے نذر سائل ہوجاتا اور آپ مع اہل وعیال کے مسلسل تین روز فاقہ کشی میں رہے۔

(مرسلہ: ابوفضالہ احمد خان)

قادیانی اسرائیل کے ایجنٹ

پاکستان کے ازلی دشمن بھارت و اسرائیل کے لئے یہ لوگ درپردہ ان کے ایجنٹ کا کردار ادا کرتے ہیں۔ یہودی جو مسلمان اور اسلام کا نام تک سننا گوارا نہیں کرتے، مرزائیوں کی بڑی تعداد اسرائیل میں رہائش پذیر اور تمام سہولتیں انہیں میسر ہیں۔ اسرائیل میں کسی غیر یہودی مشنری ادارہ کو اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کی اجازت نہیں حتیٰ کہ نصاریٰ یعنی عیسائی جن کی اکثریت امریکا، برطانیہ اور یورپی ممالک میں موجود ہے، جو اسرائیل کے آقا اور سرپرست بن کر ان کے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے ظلم، غاصبانہ قبضے کو صرف جائز نہیں کہتے بلکہ ان کے ناجائز وجود کے جواز اور بقا کے لئے اپنے تمام خزانوں کے منہ کھول کر عالم اسلام پر عرصۂ حیات تنگ کئے ہوئے ہیں، ان عیسائیوں اور ان پر احسانات کی بارش کرنے والوں کے مشنری اداروں کو بھی کام کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر اسرائیل میں اپنے باطل عقائد کی تبلیغ کی اجازت ہے تو صرف قادیانیوں کے لئے ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اسرائیل اور قادیانیوں کے درمیان دوستی کا یہ مشترکہ رشتہ یعنی مابہ الاشتراک صرف اور صرف عالم اسلام دشمنی ہے۔

برصغیر سے فرنگیوں کا انخلا

برصغیر پاک و ہند کے بعض انگریزوں کو جب یہاں سے نکلنے پر مجبور کیا گیا، اسلام کے ساتھ ان کی ازلی و تاریخی دشمنی کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے بغل بچہ کو اسلام اور کفر کے درمیان حد فاصل عقیدۂ ختم نبوت پر ضرب لگانے کے لئے اس خطہ میں چھوڑ دیا، انہوں نے قرآن کے غلط معنی کرنے، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، فقہاء کرام اور محدثین عظام حتیٰ کہ انبیاءؑ کی توہین کرنے کی بھی ناپاک جسارت کی۔

فرزندانِ دیوبند کی مسئلہ ختم نبوت پر تحقیقی کاوش

اور اللہ بھلا کرے ان عقیدۂ ختم نبوت کی بقاو سلامتی کے لئے مضبوط کردار ادا کرنے والے علماء کرام بالخصوص علماء حق کے علمی و روحانی مرکز دیوبند کے فرزندان کی کہ انہوں نے ختم نبوت کے موضوع پر سینکڑوں، مدلل، تحقیق پر مبنی کتب بمع حوالہ جات لکھ کر پوری ملت پر اس شجرۂ خبیثہ کی سازشوں، بے بنیاد دلائل کا مکمل پوسٹ مارٹم کرکے سب کچھ روز روشن کی طرح واضح کردیا، اب حضرات گرامی! آپ کی ذمہ داری ہے کہ فضول رسائل و جرائد اور لغویات پر مبنی کتابوں کی بجائے اپنے دین کے اساسی مسئلہ ختم نبوت پر حملہ آور ہونے والے اس بدترین طبقہ کے عقائد اور ان کے رد میں لکھے گئے ذخیروں کا مطالعہ کرکے اپنی دین کی حفاظت کریں جو کہ ایمان کو بچانے کے لئے قدم قدم پر میرے اور آپ کے لئے معاون ثابت ہوں گے۔

(جاری ہے)

قادیانی اقلیت پر خصوصی ”شفقت“

مولانا شعیب فردوس

برطانوی استعمار کے سائے میں پروان چڑھنے والا قادیانی گروہ وہ اقلیت ہے جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام کو (نعوذ باللہ) مردہ قرار دیتا ہے اور اپنے باطل نظریات کو زندہ اسلام قرار دیتا ہے۔ اس گروہ کے بانی دنیا بھر کے مسلمانوں کے مردوں کو ”سور“ اور عورتوں کو ”کتیاں“ کہتے ہیں۔ امت مسلمہ کے لئے سب سے بڑا کرب اور آزمائش یہ ہے کہ یہ اقلیت دھوکا دہی سے اپنے غلیظ نظریات کو اسلام کے نام پر پیش کرتی ہے گویا سور کا گوشت فروخت کرتی ہے اور اسے گائے کے گوشت سے موسوم کرتی ہے یا شراب پر زمزم کا لیبل چسپاں کرتی ہے۔

شاعر مشرق مفکر پاکستان علامہ اقبال مرحوم نے تو یہاں تک کہا کہ: ”احمدیت، یہودیت کے قریب تر ہے۔“

مرزائیوں نے قیام پاکستان کے بعد سے لے کر اب تک ملک دشمنی میں بڑے بڑے گل کھلائے اور پاکستان کو نقصان پہنچانے اور اس کی بنیادیں کھوکھلی کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا اور وہ ایسا کیوں نہ کرتے؟ کیونکہ مرزائی ہمیشہ سے ”اکھنڈ بھارت“ کے خواب دیکھتے آئے ہیں، ان کے نزدیک اکھنڈ بھارت اس لئے بھی ضروری تھا اور ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ سمجھتے ہوئے کسی بھی مسلمان ریاست کے مقابلے میں غیر مسلم اسٹیٹ کو مفید مقصد سمجھتے ہیں۔ قادیانی جماعت تقسیم ہندوستان کی مخالف تھی، لیکن جب مخالفت کے باوجود تقسیم کا اعلان ہوگیا تو قادیانیوں نے پاکستان کو نقصان پہنچانے کی ایک اور زبردست کوشش کی، جس کی وجہ سے گورداسپور کا ضلع جس میں قادیان کا قصبہ واقع تھا، پاکستان سے کاٹ کر بھارت میں شامل کردیا گیا۔ انہی مرزائیوں نے جہاد کشمیر ۱۹۴۸ء میں غداری کی اور آزاد کشمیر میں ”غلام نبی گلکار“ نامی مرزائی کی قیادت میں مرزائیوں کی بدبودار حکومت قائم کرنے کی کوشش کی، یہی وہ اقلیت ہے جس کے ایک آنجہانی لیڈر ظفر اللہ خان نے اقوام متحدہ میں فلسطینی کاز کے لئے ووٹ دینے سے انکار کردیا تھا، یہی وہ شخص تھا جس نے بلوچستان پر قبضہ کرکے اسے ”احمدی صوبہ“ بنانے کا ناپاک منصوبہ بھی بنایا تھا۔ قادیانی گروہ ہی سے تعلق رکھنے والے جنرل ”اختر حسین ملک“ کی مکروہ سازش سے ۱۹۶۵ء کی جنگ پاکستان پر مسلط کی گئی۔

۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران چناب نگر (سابقہ ربوہ) کی بجلی واپڈا کو کاٹنی پڑی، کیونکہ یہاں سے بھارت کے جنگی طیاروں کو سگنل دیئے جاتے تھے۔

مرزائی ہی وہ ناسور ہیں جنہوں نے مشرقی پاکستان کے تقسیمی ذہن کو جوان کیا۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی سازش میں اس اقلیت کے زعما میں سے ”ایم ایم احمد“ سرفہرست تھا۔ جب بنگلہ دیش بن گیا تو قادیانیوں نے اپنے مکانوں پر چراغاں کیا، شیرینی بانٹی اور چناب نگر میں رقص و سرود کی محفلیں سجائیں۔

یہی وہ ”اقلیت“ ہے جس نے ۱۹۷۱ء کے عام انتخابات میں اسلامی جماعتوں کے خلاف لادین عناصر کا ہاتھ بٹایا، پاکستان میں شوکت اسلام کے جلوس سے خوفزدہ ہوکر اسرائیل سے روپیہ حاصل کیا اور اس روپے سے اسلام دوستوں کے خلاف ہنگامے برپا کرائے۔ مرزائیوں ہی کی دل داری کی خاطر ماضی میں امریکا نے پاکستان پر ایٹمی پابندیاں عائد کیں، اواکس طیارے دینے سے انکار کیا، نیز اقتصادی امداد کو قادیانیوں کے ساتھ رواداری کی شرط کے ساتھ مشروط کیا۔ اسی اقلیت سے تعلق رکھنے والے سائنس دان ”عبدالسلام قادیانی“ نے ایٹمی راز امریکا منتقل کئے۔ مرزائی (قادیانی) ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اندراج کے خلاف اپنے مکروہ مفادات کے حصول کی خاطر مسیحی اقلیت کو استعمال کیا۔

مسیلمہ پنجاب کے ان ہی پیروکاروں نے ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے مسلمان طلبا کو ”ختم نبوت زندہ باد“ کا نعرہ لگانے کی پاداش میں بے دردی سے زدو کوب کرکے لہولہان کردیا تھا، ان کے منہ میں پیشاب کیا، نیز ”محمدیت مردہ باد“ (نعوذ باللہ) اور ”احمدیت کی جے“ کے نعرے لگائے۔

قادیانیوں نے مذہبی آزادی کے نام پر نیز انسانی حقوق کی آڑ لے کر ہمیشہ پاکستان کے آئین کا مذاق اڑایا، ان آئین کے سانپوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے جب غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو انہوں نے اسمبلی کے اس فیصلے کو سرے سے ماننے ہی سے انکار

کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ پندرہ روزہ قادیانی جریدہ ''لاہور'' کے ایڈیٹر ''ثاقب زیروی'' نے توان ممبران اسمبلی کے بارے میں یہاں تک لکھا:

''یہ سب شرابی، زانی، منشیات کے اسمگلر، مرتشی، بدعنوان، غاصب، جابر، متشدد المزاج، لاف زن، یخنی خورے، سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتوں سے عاری، آزادانہ جنسی تعلقات کے عادی، بدکردار، بڑے بے شرمی اور بے حیائی سے شادیاں رچا کر پھر ان عورتوں کو بازار حسن کی زینت بنا دینے والے، ناجائز درآمد میں ملوث اور کسٹم ڈیوٹی میں ہیرا پھیری کے ذریعے خزانہ عامرہ کو نقصان پہنچانے والے بھٹو دور کے وہ مفتیان دین وشرع متین ہیں، جنہوں نے ستمبر ۱۹۷۴ء میں بھٹو کے اقتدار کو دوام بخشنے کی غرض سے احمدیت کو بزور سیاست دو اغراض کے لئے ''ناٹ مسلم'' قرار دیا تھا۔'' (لاہور، ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء)

۱۹۸۴ء میں جب قادیانیوں کو اسلامی شعائر اور مقدس اسلامی اصطلاحات والقابات کے استعمال سے باز رکھنے کے لئے ''امتناع قادیانیت آرڈی نینس'' نافذ کیا گیا تو انہوں نے اسے بھی قبول نہ کیا اور اس کی مسلسل خلاف ورزیاں کیں اور اب تک کر رہے ہیں۔

افسوس صد افسوس! قادیانیوں کی ان تمام تر ملک دشمنیوں اور آئین پاکستان سے غداری کے باوجود پاکستان کے بعض ''شریف'' سیاستدان انہیں پاکستان کا ہمدرد وخیر خواہ سمجھتے ہوئے اپنا ''بھائی'' قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح پاکستان کے بعض نام نہاد دانشور، عقل وفہم سے عاری کالم نویس اس اقلیت پر خصوصی ''شفقت'' فرماتے ہیں۔ ☆☆

میرے خواجہؒ چلے گئے

دنیا کو چھوڑ کر، میرے خواجہؒ چلے گئے
جنت کے منتظر، میرے خواجہؒ چلے گئے

اک میں ہی اشکبار نہیں، ان کے ہجر میں
سب کی ہے چشم تر، میرے خواجہؒ چلے گئے

کوئی نہیں رہے گا ادھر سب کو ہے فنا
سب جائیں گے جدھر، میرے خواجہؒ چلے گئے

زندہ تھے وہ تو آنکھوں میں بستی تھیں رونقیں
سونی ہے اب نظر، میرے خواجہؒ چلے گئے

منزل ابھی سلوک کی مجھ سے تھی کوسوں دور
وہ میرے راہبر، میرے خواجہؒ چلے گئے

جس پر رواں تھے قافلۂ حق لئے ہوئے
ویراں ہے وہ ڈگر، میرے خواجہؒ چلے گئے

دل غم سے پاش پاش ہے جاں ہے اداس اداس
زخمی ہوا جگر، میرے خواجہؒ چلے گئے

میرے خلیل حضرت خواجہ کے بعد اب
نظریں ہیں آپ پر، میرے خواجہؒ چلے گئے

سلمانؔ دل کو گھیر لیا غم کی رات نے
رخصت ہوئی سحر، میرے خواجہؒ چلے گئے

سید سلمان گیلانی

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (الحدیث)

دینی مدارس، اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلبا کے لئے سنہری موقع

ہفت روزہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس

بمقام: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

بتاریخ: ۱۳ تا ۱۹/ ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ بمطابق 20 تا 26/ نومبر 2010ء

بوقت: دوپہر ایک بجے تا نماز عصر

مناظرین اسلام، ماہرین فن، مذہبی اسکالرز اور دانشور حضرات لیکچرز دیں گے

زیر صدارت:
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی صاحب
نگران شعبہ تخصص فی الحدیث علامہ بنوری ٹاؤن

مناظر اسلام، استاذ العلماء،
شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب
مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

زیر سرپرستی:
جانشین حضرت جلال پوری شہیدؒ
حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب
مدیر معاون ماہنامہ بینات کراچی

حضرت مولانا زبیر اشرف عثمانی صاحب
استاذ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی

حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا زر محمد صاحب
استاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

حضرت مولانا توصیف احمد صاحب
مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

حضرت مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ صاحب
نگران حلقہ ملیر مجلس تحفظ ختم نبوت

اہل اسلام کے تمام طبقہ ہائے زندگی سے منسلک احباب سے خصوصی شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی فون:
021-32780337
021-32780340
0300-9899402

قادیانی مناظر سے دوٹوک گفتگو

قادیانی مبلغ اللہ دتہ جالندھری قادیانیت کا پرچار کرتا ہوا ایک قصبہ میں وارد ہوا، بڑا شاطر عیار اور دھوکا باز انسان تھا، اپنے چکنی چپڑی باتوں سے لوگوں کو متاثر کرنے لگا، جہاں تین چار بندوں کا مجمع دیکھتا، وہاں گمراہی کے پنجے گاڑنے کی کوشش کرتا، اسکول و کالج کے طلبا سے پینگیں بڑھاتا۔ اس کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں دیکھ کر دین سے منسلک مسلمانوں میں فکر کی لہر دوڑ گئی، انہوں نے جلدی مولانا محمد علی جالندھریؒ کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ تشریف لائیں اور ہمارا ایمان لٹنے سے بچائیں۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ بڑے عالم، مجاہد اور بلند پایہ مناظر تھے۔ آپ مسئلہ کی نزاکت سمجھتے ہوئے تشریف لائے، عصر کی نماز کے بعد اللہ دتہ قادیانی سے مناظرہ طے ہوا، لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جمع ہوا، قادیانیوں کو اپنے اللہ دتہ مبلغ پر بڑا ناز تھا۔ قادیانی اور قادیانیوں سے کسی حد تک متاثر لوگوں کی تعداد بھی حق و باطل کا معرکہ دیکھنے دور دور سے آئی تھی۔ مناظرہ شروع ہونے سے قبل مولانا محمد علی جالندھریؒ نے فرمایا: پچھے دار، پیچ دار مبہم بات خود کروں گا اور نہ ہی کرنے دوں گا، سیدھی سادی اور دوٹوک گفتگو ہوگی۔ میرا پہلا سوال ہے تمام انبیاء علیہم السلام کے نام مفرد ہیں جیسے: آدم، نوح، شعیب، یوسف، موسیٰ، ہارون، یعقوب، ابراہیم، اسماعیل، عیسیٰ علیہم السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا نام مرکب ہے۔ نبوت میں یہ تضاد کیوں؟ سوال سن کر قادیانی مناظر آئیں بائیں شائیں کرنے لگا۔ حاضرین سمجھ گئے، یہ جواب نہیں دے سکتا۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے فرمایا: چلو اس کا جواب آپ کے ذمہ قرض ہے، پھر کبھی جواب مل جائے تو ہم حاضر ہیں۔ میرا دوسرا سوال ہے: آپ تمام انبیاء علیہم السلام کی تاریخ پر نظر ڈالیں، ان کا کوئی استاد نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ براہ راست بذریعہ وحی ان کی تعلیم فرماتا ہے۔ تمہارے نبی، مرزا غلام احمد قادیانی کے استاد تھے، جس سے آپ انکار نہیں کر سکتے، کیونکہ یہ آپ کی کتابوں میں لکھا ہے، مرزا کا استاد بھی آپ کی کتابوں سے ثابت ہے، مزید برآں یہ بھی لکھا ہے کہ جب مرزا کو سبق یاد نہیں ہوتا تو اس کا استاد اس کو مرغا بنا کر مارا کرتا تھا۔ اللہ دتہ صاحب! آپ وضاحت فرمائیں: آپ کے نبی کے استاد کیوں ہیں؟ اس سوال پر بھی قادیانی بغلیں جھانکنے لگا اور کوئی جواب اس سے نہ بن پڑا۔ گم صم بیٹھا رہا، یہ صورت حال دیکھ کر مجمع سے آوازیں آنے لگیں: ”کذاب، کذاب“ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے مجمع کو ٹھنڈا کیا۔ قادیانی مناظر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: آپ میرے دو سوالوں کا جواب نہ دے سکے، کوئی بات نہیں۔ اگر تیسرے کا جواب بھی آپ سے بن پڑا تو میں ہار مان لوں گا۔ ہر نبی زمانے کا حسین شخص ہوتا ہے اور تمہارا نبی ہے جو سب سے بدصورت شخص ہے۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ اپنے ساتھ مرزا کی تصاویر لائے تھے پورے مجمع میں وہ تقسیم کی اور فرمایا: آپ لوگ فیصلہ کریں، کیا اس شخص سے تم سب خوبصورت نہیں ہو؟ جی ہاں! یہ تم سب سے بدصورت ہے۔ اللہ دتہ صاحب بتائیں؟ نبی اپنے زمانے کا حسین و جمیل انسان ہوتا ہے یا نعوذ باللہ مرزا کی طرح بدصورت؟ اللہ دتہ قادیانی پر اوس پڑ گئی، وہ سردی سے ٹھٹھرتے ہوئے بھیگی بلی کی طرح کانپنے لگا۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے فرمایا: میرے ایک سوال کا جواب بھی مناظر صاحب نہ دے سکے، اب میں آخری سوال کرتا ہوں اور فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔ اللہ دتہ صاحب! یہ بتائیں کہ ان کے نبی مرزا کا تعلق کس ذات سے تھا؟ مغل سے، فارسی، اسرائیل، فاطمی، کرشن، یا چینی حدود سے؟ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مختلف کتابوں میں کہیں اپنے آپ کو مغل لکھا ہے تو کہیں فارسی، کہیں اسرائیلی، فاطمی تو کہیں کرشن سنگھ اور چینی سے حدود سے تعلق رکھنے والا۔ مولانا نے تمام حوالہ جات سے ثابت کر دکھایا۔

اللہ دتہ کی حالت غیر ہوگئی جسم میں جان نہ رہی، لڑھک کر زمین پر گر گئے، مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ قادیانی مناظر اللہ دتہ کو اس کے قادیانی مردے کی طرح اٹھا کر لے گئے۔ بیسیوں قادیانیوں اور جو قادیانیت سے متاثر تھے، انہوں نے احقاق حق اور ابطال باطل اصل صورت حال میں دیکھ کر رب کے حضور توبہ کر لی۔

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

Regd. SS-160

تعاون کی اپیل

عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کو دیجیے

تر سیل زر کا پتہ

مرکزی دفتر عالمی مجلسِ تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4783486، 061-4583486
اکاؤنٹ نمبر: UBL - 3464 حرم گیٹ برانچ ملتان
جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی
021-32780337, 021-34234476, Fax:021-32780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔

☆...... یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆...... تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔

☆...... اندرون و بیرون ملک 50 دفاتر و مراکز 12 دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔

☆...... لاکھوں روپے کا لٹریچر عربی، اردو، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام روزہ ''ختم نبوت'' کراچی اور ماہانہ ''لولاک'' ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆...... چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالیشان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دارالمبلغین قائم ہے، جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دارالتصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔

☆...... ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔

☆...... ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆...... اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکا میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔

☆...... افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے 30 ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ